بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماہنامۂ اُردو

ریویو آف ریلیجنز

(قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

مُہتمم

علی محمد اجمیری

بابت ماہِ محرّم ۱۳۶۲ھ مطابق ماہِ فروری ۱۹۴۳ء

ماہِ تبلیغ ۱۳۲۲ھ ش

جلد ۴۲ عدد ۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیش نظر جاری فرمایا تھا۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے اور بیرونِ ہند چار روپے ہے۔ طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ واری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیل زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اُردو ماہنامہ ہے۔ بوجہ علمی مجلہ ہونے کے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے۔ اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	تیس روپے	اٹھتر روپے	ایک سو چالیس روپے	دو سو ستر روپے
نصف صفحہ	اٹھارہ روپے	اڑتالیس روپے	چوراسی روپے	ایک سو پچاس روپے
ربع صفحہ	بارہ روپے	تیس روپے	چوّن روپے	نوّے روپے

لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

ماہنامہ

ریویو آف ریلیجنز (اردو)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہلِ مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۴۲ | بابت ماہِ محرم ۱۳۶۲ھ مطابق ماہِ فروری ۱۹۴۳ء | عدد ۲

فہرست مضامین

انسانیت اور سیاست	صـ۲	عالیجناب نواب اکبر یار جنگ بہادر ریٹائرڈ جج ہائیکورٹ حیدر آباد دکن
اللہ تعالیٰ کی صفتِ قدرت کا ظہور	صـ۲۳	جناب پروفیسر محمد اسلم صاحب ایم اے گورنمنٹ کالج لاہور
قرآن موافق تنزیل	صـ۴۱	ایڈیٹر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یعنی گھوڑے کو قابو میں رکھنے کا فن۔ اسی تعلق سے یہ فقرہ مشہور ہے کہ سائیسی علم دریا ہے۔ تو وہ سائیسی یہی سیاسی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ سیاسی بہت ہی عمیق اور وسیع علم ہے۔ "سیاست" کے ان اصلی معنوں کے لحاظ سے اپنے مملوکات، اپنے حقوق، اور تمدنی تعلقات کے قابو میں رکھنے کو "سیاست" کہتے ہیں۔

"سیاست" کی اس مختصر تشریح کے بعد مجھے کسی اور تفصیل کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ اس تشریح سے "انسانیت" اور "سیاست" کا باہمی تعلق بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ پس نہ تو "انسانیت" ہی ایسی چیز ہے جس سے کوئی نفرت یا بیزاری پیدا ہو، نہ "سیاست" ہی ایسی چیز ہے جو دنیا میں تباہی و بربادی پھیلانے کا راست و بلاواسطہ ذریعہ قرار دی جائے۔

آجکل دنیا میں جو تباہی و بربادی جنگ کے نام سے پھیلائی جارہی ہے یہ بلاشبہ انسانیت کی طغیانی اور سیاست کے طوفان کا نتیجہ ہے۔ لیکن جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں، اگر آب و ہوا کی طغیانی اور طوفان سے آب و ہوا کی قدر و قیمت اور ضرورت میں کوئی کمی نہیں ہو سکتی، تو "انسانیت" اور "سیاست" کی قدر و قیمت اور ضرورت بھی موجودہ دنیا کی ہنگامہ آرائیوں کی بدولت کم نہیں کی جا سکتی۔ یہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اس سے بہ تعلق انسانیت زمانہ موجودہ کی ہنگامہ آرائی اور تباہی و بربادی کی بھی کافی توجیہہ ہو جاتی ہے۔ بلاشبہ موجودہ ہنگامہ آرائیاں انسانیت و سیاست کا نہایت بے جا و نامناسب استعمال ہیں۔ بلکہ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ تو خود انسان کی انسانیت سے نمایاں بغاوت ہے۔ لیکن میرا محدود و مختصر آج کا عنوانِ تقریر مجھے اجازت نہیں دیتا، کہ اس مضمون پر یعنی موجودہ ہنگامہ آرائیوں اور اس کے محرکات کی نسبت یا اس سلسلہ میں موجودہ تہذیب و تمدن کے عیوب اور کمزوریوں کی نسبت اپنی زبان کھولوں جو انسانیت کو تباہ و برباد اور بدنام کر دینے والی ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں ابتداء تقریر میں اشارہ کر چکا ہوں، دنیا کے مفکرین نے یورپ اور ہندوستان دونوں جگہ اپنے اپنے رنگ میں اس مضمون پر اظہار خیالات کیا ہے۔ اور اگر آپ اجازت دیں تو ان میں سے کچھ خیالات آپ کے سامنے پیش کروں۔ دہلی کے مشہور رسالہ "جامعہ" میں ایک مضمون بعنوان "تمدنِ انسانی کا انتشار" اپریل ۱۹۴۲ء کے پرچہ میں شائع ہوا ہے۔ فاضل مضمون نگار نے مضمون کی تمہید میں حسب ذیل سوالات قائم کئے ہیں:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"انسانی تباہی کیوں جاری ہے؟ یہ قتل و خون کیوں ہو رہا ہے؟ انسان نے بالآخر اپنی عقل و خرد کو کیوں بالائے طاق رکھدیا ہے؟ کیا وہ اس وحشت و بربریت سے باز بھی آئیگا یا اسی خوفناک کھیل میں تباہ ہو جائیگا؟ یہ ایسے سوالات ہیں جو بار بار ہمارے سامنے آتے ہیں اور جواب کے لئے ہمیں مجبور کرتے ہیں۔"

ان سوالات کو قائم کرکے مضمون نگار نے ان کے جوابات دینے کی کوشش کی ہے۔ اور سارا مضمون صرف اس ایک فقرہ کی تشریح ہے کہ: "جنگ دراصل اُس انتشار کا خارجی مظہر ہے جو اس وقت تمدن انسانی میں موجود ہے"۔ مجھے اصل مضمون سے کوئی بحث نہیں۔ صرف اپنے اس بیان کو مکمل کرنے کے لئے کہ دنیا کے مفکرین پر اس ہولناک جنگ نے کیا اثر کیا ہے؟ اس مضمون کا حوالہ دیدینا کافی سمجھتا ہوں۔

گذشتہ جون میں لنڈن یونیورسٹی کے مشہور پروفیسر جوڈ نے جو فلسفہ کے استاد ہیں۔ "مغربی تہذیب کی کشمکش" کے عنوان سے بی۔ بی۔ سی سے دو تقریریں براڈکاسٹ کرائی تھیں، جن کو میں نے بڑے شوق و توجہ سے سُنا۔ اسی جون کے مہینہ میں اتفاق سے اخبار "پیام" میں "دنیا کیوں دیوانی ہو رہی ہے؟" کے عنوان سے پنڈت کشن پرشاد صاحب کول کی ایک تقریر بھی شائع ہوئی تھی، جو لکھنؤ کے ریڈیو سے براڈکاسٹ کی گئی تھی۔ اسی سلسلہ میں سر الفرڈ زمرن کے ایک مضمون کا بھی ذکر کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے، جو بعنوان "تہذیب کا مستقبل" اخبار "مملکت" مورخہ ۲۲ و ۲۹ امرداد ۱۳۵۱ف اور ۵ شہریور ۱۳۵۱ف میں شائع ہوا ہے۔ یہ مضامین پڑھنے کے قابل اور دلچسپ ہیں۔ مسٹر جوڈ کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ انسانی عقل و قوت باہم ایک دوسرے کے تابع و متوازن نہیں ہیں۔ ان کے درمیان ناقابلِ عبور دریا حائل ہو گیا ہے، اور روحانیت دب گئی ہے۔ اور دنیا میں اب ایسی نسل پیدا ہو گئی ہے جس کا کوئی اصول ہے نہ مذہب۔ پہلے لوگ کسی نہ کسی اصول یا مذہب کے ماننے والے تھے۔ ضرورت اب بھی مذہب کی ہے۔ مگر اس خیال کو دبا دیا گیا ہے۔ خدا کا تصور جوں جوں مٹتا جاتا ہے انسان اس کی جگہ لے رہا ہے۔ خدا کی جگہ اب ڈکٹیٹروں نے لے لی ہے چنانچہ جرمنی کی موجودہ نسل کا مذہب "ہٹلر" کی پوجا ہے۔ اور دنیا میں یہ پہلا ہی موقع نہیں ہے، پہلے بھی ایسا ہی ہوا ہے کہ دنیا نے خدا کو بھلا کر ڈکٹیٹروں کی پوجا شروع کردی تھی۔ شاید پروفیسر جوڈ کا اشارہ رومن امپائر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ابتدائی زمانہ کی نسبت ہے جبکہ جیولس سیزر نے اپنے رقیبوں پر فتح پا کر یہی حیثیت حاصل کر لی تھی۔ اس کے بعد پروفیسر موصوف بیان فرماتے ہیں کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہم لوگ مذہب کی جانب توجہ کریں بایسا نہ ہو کہ ہم بھی نازیوں کی طرح ہو جائیں۔ اس سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے انہوں نے رُوحانیت کا ذکر کر کے ہندوستان کو پرچانے کی کوشش کی ہے اور اس سے رُوحانیت حاصل کرنے کی جانب اپنی قوم کو ترغیب دلائی ہے اور ہندوستانیوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں، کہ چونکہ ہندوستان روحانیت سے بمقابلہ ہمارے زیادہ واقف ہے، اس لئے آپ ہم کو یہ تبلا سکتے ہیں کہ ہم کیا کریں؟

پروفیسر جوڈ نے اس تقریر میں یورپ کی اُس طاقت اور قوت کا ذکر کر کے جو اُس نے سائنس سے حاصل کی ہے ایک بڑی دلچسپ مثال سے یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ یورپ اپنی روحانیت میں کم عمر طفل کے مشابہ ہے جس طرح ایک لایعقل بچہ کے ہاتھ میں بندوق دیدینے سے نقصان رساں نتائج پیدا ہو سکتے ہیں، یہی حالت اب یورپ کی سائنس کی قوت و طاقت حاصل کر کے ہو رہی ہے۔ آخر میں فرماتے ہیں، کہ انسان نے ترقی تو ضرور کی مگر روحانی ترقی نہیں کی۔ رُوحانیت کو ترقی دی جائے تو مادی ترقی پر قابو ہو سکتا ہے۔

پنڈت کشن پرشاد صاحب کوَل لکھنوی نے اپنی تقریر میں پہلے یہ سوال اُٹھایا ہے کہ:۔

"آج جو ہنگامہ دنیا میں برپا ہے اور لوگوں کے سروں پر جو جنون سوار ہے اور کشت و خون کا بازار گرم ہے تو سوال یہ ہے کہ آخر اس دُنیا کو ہوا کیا ہے؟ اور یہ کیوں دیوانی ہو رہی ہے"

پھر خود فرماتے ہیں کہ اس کا جواب نہ مختصر ہے نہ آسان ہے۔ اس کے بعد اپنے جواب کو اس طرح شروع کرتے ہیں کہ:۔

"آج جو کچھ ہو رہا ہے وہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہ تو سدا ہوتا ہی رہا ہے۔ زمانہ برابر کروٹیں بدلتا ہی رہتا ہے حکومتیں بنتی ہیں اور بگڑتی ہیں۔ تہذیبیں اُبھرتی ہیں اور مٹتی ہیں۔ اب تک جو ستارے نظر سے اوجھل تھے آج چمک رہے ہیں اور جو کل تک چمکتے تھے آج ماند پڑ رہے ہیں۔ قدرت کے یہ کھیل تماشے ہزاروں برس سے ہو رہے ہیں، اور نہ معلوم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کب تک ہوتے رہیں گے؟"

کول صاحب جواب کو اس تمہید سے شروع کر کے سب سے پہلے انسانی دل و دماغ کے کمالات اور اُس کی پیدا کی ہوئی دنیاوی ترقی اور سائنس کے عجائبات کی جانب اشارہ کر کے موجودہ ہولناک جنگ کے شعلوں سے متاثر ہو کر پوچھنے لگتے ہیں کہ:۔

"تو پھر بات کیا ہے کہ باوصف اس کے انسان آج بھی اپنی حیوانیت حرص و ہوس، بُغض و حسد، بے رحمی و خونخواری، اور جنون سے مجبور ہو کر وہ قیامت خیز ہنگامہ برپا کئے ہوئے ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بھی اس پیمانہ پر اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔"

اس استفسار کے بعد خود ہی جو اس درست کر کے جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں، اور بالآخر فرماتے ہیں کہ:۔

"اصلیت یہ ہے کہ خودی و حرص انسان کی ازلی سرشت ہے۔ دُنیا میں آ کر اپنے قدم جمانا گھر بار بسانا۔ ملکیت اور دولت پیدا کرنا۔ مرتبہ اور اختیار حاصل کرنا انسان کی ایسی سرشت ہے جو عارضی حوادث کا اثر نہیں، بلکہ اس کے رگ و ریشہ میں خون و پوست میں سرایت کئے ہوئے ہے۔"

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ:۔

"باوجود ساری تہذیب و ترقی، اور تعلیم و تربیت کے انسان ابھی تک اپنی ازلی سرشت کو بھولا نہیں۔ چنانچہ جب ازلی جوش حیوانیت کا دورہ آ پڑتا ہے تو پھر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ اور اس وقت انسان اور حیوان کا فرق مٹ جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہا جا سکتا ہے، کہ آدمی میں انسانیت کی نشو و نما ابھی ادھوری ہے۔ عقل و دماغ نے تو اوج کمال کا درجہ حاصل کر لیا ہے لیکن دل میں درد کی کیفیت سے جو لطافت و پاکیزگی جذبات میں پیدا ہوتی ہے وہ ٹھٹھر کر رہ گئی ہے۔ اپنے جذبات و حسیات پر انسان کو وہ قدرت اور قابو ابھی تک حاصل نہیں ہوا ہے۔ جس کی اس دور تہذیب میں توقع کی جاتی تھی۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے بعد لائق مقرر دوسرے لوگوں کے خیالات کا حوالہ دیکر دبی زبان سے اس خیال کو ایک حد تک قرین صحت تسلیم کرتے ہیں کہ مذہبی تعلیم شاید اس موجودہ خرابی کا کچھ علاج کر سکے، لیکن دو ہزار سال پہلے کی تاریخ و تجربہ کی بنیاد پر اس علاج کے کارگر ہونے سے بھی مایوس نظر آتے ہیں اور آخر میں ہار کر کہنے لگتے ہیں کہ:-

"اگر یہ سچ ہے کہ نئی تہذیب دنیا کو شیطان بنا کر چھوڑے گی تو پھر اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ ہماری پرانی تہذیب نے جُگ کے جُگ اسی کوشش میں بِتا دیئے کہ کس طرح ایک انسان کو فرشتہ بنا کے چھوڑے درحالیکہ دنیا کو ایسی تہذیب و تمدن کی ضرورت ہے کہ جو آدمی کو انسانیت کا سبق دے اور انسان بنا سکے۔ ہم کو ایسی تہذیب و تمدن کی ضرورت ہے جو انسان کی جسمانی، دماغی، روحانی یا جذباتی نشو و نما بہ حیثیت مجموعی بدرجۂ کامل کر سکے پرانی تہذیب کا پلڑا ایک طرف جھکا ہوا تھا۔ نئے تمدن کا پلڑا دوسری طرف جھک رہا ہے۔ توازن نہ پرانی تہذیب میں تھا نہ نئے تمدن میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پرانی تہذیب ناکام رہی اور مٹ رہی ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ نئے تمدن نے دنیا کو دیوانہ کر رکھا ہے۔"

اور اس کے بعد صاحب موصوف اپنی تقریر کو ان الفاظ پر ختم کرتے ہیں کہ:-

"ہماری تہذیب و تمدن کے دونوں پلڑوں میں توازن کس طرح اور کب تک قائم ہو سکیگا؟ کون جانتا اور کون کہہ سکتا ہے فیض قدرت سے آپ کو دل و دماغ کی نعمت ملی ہے سوچیے، سمجھیے اور جو کچھ سمجھ میں آئے اُس پر عمل کیجیے۔"

گویا کول صاحب بھی پروفیسر جوٹ کی طرح اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ موجودہ تہذیب و تمدن میں روحانیت کا اضافہ اگر متوازن حالت میں ہو کہ نہ ایک پلڑا اونچا ہو نہ دوسرا نیچا تو شاید دنیا کی اصلاح ہو سکیگی۔

اس کے بعد سر الفرڈ زمرن کا مضمون بعنوان "تہذیب کا مستقبل" قابل ملاحظہ ہے۔ انہوں نے اپنے مضمون کو اس طرح شروع کیا ہے کہ:-

گذشتہ جنگِ عظیم کے بعد بین الاقوامی تعلقات اور عام طور پر جدید تہذیب کے مستقبل کے بارے میں ہر طرف خوش امیدی کی کیفیت جاری و ساری تھی۔ پریسیڈنٹ ولسن نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah
مجلس اقوام کا جو تصور پیش کیا تھا، اُس نے لڑائی سے تھکی ہوئی دنیا کو ایک ایسے نئے نظام کی آس بندھادی تھی، جس کے ذریعہ سے سلطنتوں کے جنگ وجدال قصۂ پارینہ ہو جائینگے۔ اور باشندگانِ عالم برادری اور باقاعدہ تعاون کے رشتۂ اتحاد میں منسلک ہو جائینگے۔ یہ خیالات نہ صرف مجمعوں میں ظاہر کئے جاتے تھے بلکہ کلیسا کے ممبروں سے بھی مسیحی بادشاہت کے قدیم تصورات کو تازہ کیا جارہا تھا، اور ہر طرف یہ خیال ظاہر کیا جاتا تھا کہ مجلس اقوام دنیا میں آسمانی بادشاہت کی پہلی قسط ثابت ہو کر رہے گی۔ آج واقعات کے تصادم نے اس خوش خیالی کے طلسم کو توڑ دیا اور عام رائے کا رجحان بالکل مخالف سمت میں ہے۔ جدھر دیکھیئے مایوسی کا سناٹا طاری ہے۔ مجلس اقوام کو بلکہ یوں کہیئے کہ ان خاص خاص اقوام کو جو اس کی رکن تھیں، جنگ کے پیدا کئے ہوئے سیاسی و معاشی مسائل کے حل کرنے میں جو ناکامی ہوئی، اُس نے دُنیا کو خود تہذیب کے مستقبل کی طرف سے بدظن کر دیا ہے۔ بلکہ اب تو یہاں تک کہا جارہا ہے کہ جس دُنیا میں نفاق کی اتنی گرم بازاری ہو، اور ہولناک واقعات جس کے سر پر اس طرح منڈلا رہے ہوں وہ سرے سے اس قابل ہی نہیں ہے کہ اُس میں زندگی بسر کی جائے، اسی لئے اب خیر اسی میں ہے کہ مہذب باشندے ہلاکت انگیز مایوسی کو اپنا شیوہ بنالیں اور نسل انسانی کی افزائش سے باز رہیں۔"

اس کے بعد فاضل مضمون نگار نے یہ کہکر کہ مذکورہ بالا دونوں ذہنیتیں حق بجانب نہیں ہیں، سیاسی و معاشی اور اخلاقی مسائل پر بحث کی ہے۔ وہ مسیحی مذہب کے اُن اخلاقی معیاروں کو جو پچاس سال پہلے یورپ میں مرعی رکھے جاتے تھے، اہمیت دیکر کس قدر مایوسی کے ساتھ موجودہ نسل کی بے توجہی کا ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ:۔

" اگرچہ اُس زمانہ میں یورپ کی یہ اخلاقی حالت بھی مسیحی معیاروں پر پُوری نہیں اُترتی تھی، لیکن اور کچھ نہیں تو صرف ظاہرداری کے طور پر اُس پر عمل کرنے کی کوشش تو کی جاتی تھی اور کھلے بندوں اُس کی خلاف ورزی کرنا شرمناک فعل سمجھا جاتا تھا۔ یہ حالت بلاشبہ اُس زمانہ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادگار تھی، جبکہ اخلاقی مسیحی معیاروں کی اپنی حد موجود تھی۔ یعنی ابدی سزا کا خوف۔ بادشاہ، شہزادے، اسقف اور ازمنۂ وسطیٰ کے دوسرے اکابر سب اپنی اپنی جگہ یہ محسوس کرتے تھے کہ اگر حق اور انصاف کے راستوں سے اُن کے قدم ڈگمگائے تو سیاست کے اکھاڑے کے باہر ایک اور جگہ ان کو جوابدہی اور عقوبت کا سامنا کرنا پڑیگا۔ لیکن آجکل بین الاقوامی تعلقات کے بہت بڑے حصے میں یہ حد مُوثر نہیں رہی ہے۔ اور نہ اس کا بدل ابتک وجود میں آیا ہے۔"

یہ خلاصہ ہے ہندوستان اور یورپ کے مفکّرین کے خیالات کا۔ تمام مضمون نگار تقریباً اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ اخلاق وروحانیت کی کمی کی وجہ سے انسانیت کا قوام بگڑ گیا ہے۔ اور بات بھی یہی سچی معلوم ہوتی ہے۔ پروفیسر جوڈ نے بالکل صحیح کہا ہے کہ "خدا کا تصوّر مٹتا جارہا ہے۔ اور اب اُس کی جگہ ڈکٹیٹروں نے لے لی ہے"۔ اور سر الفرڈ زمرن کے الفاظ میں "ابدی سزا" اور "عقوبت" کا خیال مٹ گیا ہے۔ اور ابھی تک اس کا کوئی بدل وجود میں نہیں آیا ہے۔ لیکن پروفیسر جوڈ کے خیال کے مطابق جرمنی میں تو خدا کی جگہ ہٹلر کو دیدی گئی ہے۔ اس لئے ان کے نزدیک بدل کا وجود ہے خواہ اس کو اچھا سمجھا جائے یا بُرا نعم البدل نہیں تو بئس البدل ہی سہی۔

قرآن پاک میں انسانی فطرت کی نرمی اور لوچ لچک کی نسبت ان الفاظ میں اشارہ فرمایا گیا ہے کہ:۔

إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ۝ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ۝ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ۝ (سورۃ معارج رکوع ۱)

یعنی انسان فطرتاً اتنا نرم ہے کہ اگر اُس پر کوئی سخت اور بڑی چیز مسلط ہوجائے تو عاجزی کرنے لگتا اور گڑگڑاتا ہے۔ اور اگر اس کی خواہش کے مطابق اس کی چیز حاصل ہوجائے تو اکڑنے لگتا ہے اور پھر کسی کی نہیں سُنتا۔ آجکل کی متمدن دُنیا کو دیکھ لو، سائنس سے جو ترقی وقوت اُس نے حاصل کی ہے اس پر کتنا اتراتی تھی۔ اب جبکہ وہی ترقی اور قوت خود اُنہیں پر اُلٹ پڑی، تو دنیا میں چیخ وپکار مچ گئی۔ اور ہر فریق دوسرے پر ظلم وزیادتی کا الزام لگا رہا ہے۔ فطرت انسانی کی اس ترقی کو دیکھ کر ان عوامل پر نظر کیجئے، جو فطرت کو متاثر کرتے رہتے ہیں تو پتہ چلے گا کہ انسانی فطرت بوجہ اپنی نرمی کے جلدی جلدی متبدل ومتغیر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوسکتی ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں، کہ یہ عملِ تغیر و تبدل انسانی طبائع میں ہوتا رہتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ انسانی فطرت ایسا ہلکا اور نرم کاغذ ہے جو بغیر پیپر ویٹ (Paper-weight) کے بوجھ کے ہر ذرا سی ہوا کی حرکت میں اُڑنے لگتا ہے۔ اور بہ مشکل پیپر ویٹ سے دبایا جاسکتا ہے۔ پس فطرت کو اپنی اصلی جگہ پر قائم رہنے کے لئے ایک دباؤ کی احتیاج ہے۔ اگر دباؤ اس فطرت سے ہٹ جائیگا، تو ہلکے کاغذوں کی طرح ہوا کی ہر حرکت سے اُڑنے لگے گی۔ اس بات کی سب سے اچھی مثال آپ کو پیٹر دی گریٹ شہنشاہ روس کے عمل میں نظر آئے گی، جو اپنے حوالی موالی میں تو دی گریٹ (The Great) تھا لیکن مورخ اس کو بجا طور پر دی میڈ (Mad man) کہتے ہیں۔ چونکہ وہ خود مختار شہنشاہ صاحبِ قوت و سلطنت تھا۔ اور اس کے افعال پر کوئی قید و بند نہ تھی اور اس کی فطرت پر کسی کا کوئی دباؤ اور بوجھ نہ تھا۔ اس لئے اس کے وہ اعمال و حرکات بے تحاشہ وقوع میں آتے تھے، جس سے اس کے تمام متعلقین و رعایا اور مصاحبین تنگ آ گئے تھے۔ اس مثال کو پیش نظر رکھکر اب بھی آپ اس دنیا میں یہ دیکھ سکتے ہیں کہ جہاں کسی کو کوئی اقتدار و قوت نصیب ہوئی اور اس پر کسی قسم کا کنٹرول نہ ہوا، تو انسان وہی حرکات کرنے لگتا ہے جو بدنام پیٹر دی میڈ کرتا تھا۔ پس جس طرح ایک نرم و باریک کاغذ کو ہوا کے حرکات سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک پیپر ویٹ کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح اس انسانی فطرت کو جو ہر ایک اثر جلد قبول کر لیتی ہے محفوظ رکھنے کے لئے بھی ایک دباؤ کی ضرورت ہے جو اس پر ہر وقت حاوی و مسلط رہے۔ یہ دباؤ صرف ایک بالاتر قوت کا تصور ہوسکتا ہے، یہ بالاتر قوت خواہ فنا ہو جانے والے انسان و بادشاہ یا حکومت کی ہو، جیسا کہ کہا جاتا ہے، آجکل جرمنی میں ہٹلر نے یہ حیثیت حاصل کر لی ہے، یا ہمیشہ حیّ و قائم رہنے والے خدا کی ہو۔ فنا ہو جانے والی بالاتر قوت یعنی حکومت کا تصور عارضی ملمع ہے جو وقت پر جاتا رہتا ہے۔ لیکن حیّ و قائم خدا کا تصور ہمیشہ اور نسل در نسل قائم رہتا ہے۔ اور یہ تصور صرف مذہب پیدا اور قائم کر سکتا ہے اور جب یہ تصور قائم ہو جائے، تو جس طرح کاغذ پیپر ویٹ کے دباؤ سے اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر سکتا، انسانی فطرت بھی اپنی اصلی جگہ پر قائم رہتی ہے۔ پس "انسانیت" اور انسانی فطرت کے صحیح طور پر ظہور میں آنے اور طوفان و طغیانی سے بچانے کے لئے صرف مذہب ہی ایک چیز ہے جو انسان کو انسان بناتا اور اُس انسانیت کو ظہور میں آنے کے مواقع عطا کرتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس سے فرشتے بھی بے خبر رہے، اور جہاں تک فرشتوں کی بھی رسائی نہیں ہے۔ اور یہی اصل "انسانیت" ہے جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے، اور جو کسی فرشتہ کو بھی عطا نہیں کی گئی۔ اس مقام پر فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں۔ ؎

اگر یکسرے موئے برتر پرم　٭　فروغِ تجلّی بسوزد پرم

"مذہب" سے میری مراد وہ اعمال و افعال و رسوم و رواج نہیں، جو کسی مذہب کے پیرو اپنے طریق پر ادا کرتے ہیں، بلکہ میری مراد مذہب سے اس خدا کا قطعی تصوّر و یقین ہے جس نے انسان اور ساری مخلوقات کو پیدا کیا۔ اور جو انسان کو اس کے بے جا عمل کی سزا دیتا، اور اس پر مواخذہ کرتا ہے۔ اور یقین بھی ایسا یقین جو دماغ کو کلیّۃً اپنے قابو میں لے لے۔ اور دل و دماغ کا کوئی رگ و ریشہ اس یقین سے علیحدہ نہ رہے۔ مذہب کے اس دباؤ اور وزن کا فطرت پر کیا اثر ہوتا ہے؟ اس کے لئے اُن اقوام و ملل کی تاریخ پر نظر ڈالیئے جنہوں نے مذہب کو مذہب سمجھکر اس پر عمل کیا ہے۔ یا مذہب کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔

ہندوستان میں بہت قدیم زمانے کے رامچندر جی و لچھمن جی و سیتا جی کے حالات دیکھیئے، یا کرشن جی مہاراج کے واقعات سنیئے، گوتم بدھ کے سوانح پر نظر ڈالیئے ان میں سے جس نے بھی جو نمونہ اور مثال صحیح انسانیت کی قائم کی ہے، وہ آج بھی اسی طرح قابلِ عمل اور لائق ستائش ہے جس طرح اس وقت تھی، جب وقوع میں آئی تھی۔

ہندوستان کے باہر حضرت ابراہیم۔ حضرت موسیٰ۔ کنفیوشس۔ زرتشت اور عیسیٰ علیہم السلام کی تاریخ پڑھیئے۔ اور سب کے آخر میں عرب کے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت اور حالات کو دیکھ لیجئے، جن کی ہر حرکت ہر قول و فعل تاریخ میں زندہ موجود اور انسانیت کا نمونہ ہے۔ اور اسی کے ساتھ اُن کے ان متبعین کے حالات اور ان کی تاریخ پڑھیئے جو عرب سے نکل کر ساری دنیا پر چھا گئے۔ تب آپ کو معلوم ہوگا، کہ "انسانیت" کیا چیز ہے اور وہ کس طرح بنائی جاتی ہے۔ پس خدا اور اس کے مواخذہ پر قطعی یقین ہی اصل روحانیت ہے۔ اور اس روحانیت کے ساتھ جو صحیح افعال انسانی عمل میں آسکتے ہیں، ان کا نام "اخلاق" ہے، اور یہی وہ چیز ہے جس کی کمی اب دنیا میں عام طور پر محسوس کی جارہی ہے۔ روحانیت و اخلاق ہی لوازمۂ انسانیت ہیں۔ اور جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چیز اپنے لوازمات سے علیحدہ ہو جائے اس پر اس شے کی تعریف صادق نہیں آسکتی۔ پس ایسا انسان جو روحانیت واخلاق سے عاری ہو انسان نہیں بلکہ کچھ اور ہوتا ہے۔

ع :- اے بسا ابلیس آدم رُوئے ہست

روحانیت اور اخلاق کی یہ مختصر سی تشریح بلکہ اشارات مَیں نے اُن مفکرین کے خیالات کے سلسلہ میں کئے ہیں جن کے مضامین کا خلاصہ مَیں ابھی آپ کو سُنا چکا ہوں۔ ان مفکرین نے رُوحانیت اور اخلاق کی کمی کو یورپ کی موجودہ یعنی قبل از جنگ سیاست سے متعلق کیا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو مجھے یہ کہنے میں تأمّل نہیں، کہ یورپ کی موجودہ سیاست فی نفسہا پندرھویں اور سولہویں صدی عیسوی کے فلسفۂ حکومت کی آواز بازگشت ہے جبکہ اٹالین مدبّر ومصنف میکاوَلے نے اپنی کتاب "دی پرنس" (The Prince) لکھ کر یورپ کو یہ تلقین کی کہ اپنے اقتدار وحکومت کو قائم رکھنے کے لئے بادشاہ کو اخلاق سے دور کا بھی تعلق نہ رکھنا چاہیئے، حکومت کے قیام وبقا کے لئے مکّاری وعیاری، دغا وفریب بہترین فنون سیاست ہیں۔ اگرچہ دوسرے ممالک کے مصنفین مثلاً انگلستان کے "ہاپس جان بلاک" اور فرانس کے "روسو" نے اپنی تصنیفات میں یہ لَے نہیں الاپی، لیکن ان کی تصنیفات زیادہ تر اپنی مُلکی اور قومی حکومتوں کے تصور پر مبنی ہیں۔ اور میکاوَلے کی "دی پرنس" بین الاقوامی سیاست کو بھی اپنے پہلو میں چھپائے ہوئے ہے۔ چونکہ مَیں محرکات واسباب جنگ پر اس تقریر میں بحث نہیں کرنا چاہتا۔ اس لئے میکاوَلے یا دوسرے مصنفین کے فلسفۂ حکومت یعنی سیاست یا کارل مارکس یا اس کے مخالفین کے معاشی نظریات پر زبان کھولنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ ان مسائل پر بسلسلہ محرکات واسباب جنگ آجکل یورپ وہندوستان میں جو کچھ کہا جاتا ہے وہ مطالعہ کرنے والوں سے مخفی نہیں۔ البتہ اس توجیہہ کے سلسلہ میں جس کی جانب میں نے اپنی تقریر کی ابتدائی منزل میں بہ تعلق انسانیت اور سیاست اشارہ کیا ہے، ایک وضاحت ضروری سمجھتا ہُوں۔ اور اس توضیح پر مَیں آج کی اپنی تقریر ختم کرسکونگا۔

موجودہ ہولناک جنگ کی تہہ میں جس سے انسانیت تباہ وبرباد ہو رہی ہے خواہ کوئی اسباب کام کر رہے ہوں۔ لیکن تاریخ عالم پر نظر کرنے سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے، کہ دنیا میں اس وقت تک جتنے بڑے بڑے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسانیت اور سیاست

(از عالیجناب نواب اکبر یار جنگ بہادر ریٹائرڈ جج ہائیکورٹ حیدر آباد دکن)

عالیجناب نواب اکبر یار جنگ بہادر ایڈووکیٹ ہائی کورٹ حیدر آباد دکن ہمارے سلسلہ کے اُن چند منتخب افراد میں سے ہیں جن کو بفضلہٖ تعالیٰ نیکی و تقویٰ کے ساتھ ہی علم، روشن ضمیری اور صفائی قلب و دماغ سے بھی وافر حصہ ملا ہے۔ آپ نہ صرف ایک قابل قانون دان ہی ہیں، بلکہ زبردست صاحب قلم بھی۔ علمی میدان میں آپ کا پایہ خدا کے فضل سے بہت بلند ہے، اور بلاخوفِ تردید کہا جا سکتا ہے، کہ آپ زبانِ اُردو کی صفِ اوّل کے انشاء پردازوں میں سے ہیں۔ آپ کی تحریر کا ایک نمایاں وصف یہ ہے کہ جس موضوع پر آپ قلم اٹھاتے ہیں، موقعہ کی مناسبت سے اس کے تمام پہلوؤں کو خوب اُجاگر کر دیتے ہیں۔ چونکہ آپ ایک روحانی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں اسلئے آپ کے مضامین میں، خواہ وہ سیاسی حیثیت رکھتے ہوں یا کوئی اور حیثیت، مذہبی عنصر غالب ہوتا ہے۔ اور جیسا کہ آپ نے اپنے اِس مضمون کے آخر میں تحریر بھی فرمایا ہے، آپ ہر مسئلہ پر اسلام اور قرآن مجید کی روشنی میں غور فرماتے ہیں۔ چنانچہ مذکورہ بالا عنوان پر بھی جو خالص علمی اور سیاسی ہے، آپ نے جابجا قرآن مجید سے استشہاد کیا ہے۔ اور یہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی تربیت کا نتیجہ ہے، کہ جماعت احمدیہ کے افراد ہر چیز کو قرآن مجید کی روشنی میں دیکھنے کے خوگر ہیں، اور ہر مسئلہ میں اسی چشمہ صداقت سے فیض حاصل کرتے ہیں۔

ہم اسے اپنی خوش قسمتی سمجھتے ہیں، کہ عالیجناب نواب صاحب وقتاً فوقتاً ہماری درخواست کو شرفِ قبولیت بخش کر اپنے بلند پایہ علمی مضامین "ریویو" کے لئے بھیجتے رہتے ہیں، اور یہ مضامین ہمیشہ رسالہ کے ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوتے ہیں۔ اگر موصوف اپنے اس قومی رسالہ کی قلمی اعانت کا سلسلہ ذرا اور وسیع فرما دیں، اور اپنے بیش قیمت مضامین پہلے کی نسبت تھوڑے وقفہ کے ساتھ ارسال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمدّن پیدا ہوئے ان کی تباہی و بربادی کے اسباب خود اُنہیں کے اندر سے پیدا ہوتے رہے، کسی بیرونی تصادم نے اُن کو تباہ و برباد نہیں کیا۔ اور تکوینِ عالم کا یہ کُھلا ہُوا رازِ قدرت ہے، کہ دنیا کی جو چیزیں ایک وقت تک مادہ حیات بہم پہونچاتی رہتی، اور پرورش کا ذریعہ ہوتی ہیں، وہی چیزیں بالآخر دوسرے وقت میں ہماری ہلاکت و فنا کا موجب ہوجاتی ہیں۔ ؎

ہر کس نہ شناسندۂ راز است وگرنہ ٭ ایں ہا ہمہ راز است کہ معلوم عوام است

یہی ہوا، یہی پانی، یہی غذا جو ہم روز استعمال کرتے ہیں اور جس نے ہم کو اس عمر تک زندگی قائم رکھنے کیلئے مواد بہم پہونچایا ہے، کسی نہ کسی وقت ہمارے لئے باعث امراض و ہلاکت و فنا کا موجب ہوجاتی ہیں۔ قدرت کے اس عمل فنا و بقا یا کون و فساد سے یہ پتہ چلتا ہے کہ زمانہ بھی بلا تعلق کسی دوسرے عامل کے مستقل طور پر ایک بہت بڑا عامل قدرت کے اس قانون فنا و بقا کا ہے۔ دنیا کی ساری مخلوق ایک خاص کورس کو ایک خاص زمانہ یا مدت میں پورا کرکے پیدا ہوتی ہے۔ اور اسی طرح زمانہ کی گردش کے ساتھ فنا بھی ہوجاتی ہے۔ تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ[1]۔ مسٹر جواہر لال نہرو کے جو خطوط اپنی بیٹی اندرا کے نام شائع ہوئے ہیں ان میں خط نمبر (۵۸) کے یہ الفاظ خاص طور پر اس سلسلہ میں قابلِ توجہ ہیں: "اور یورپ میں بلکہ یُوں کہو کہ مغربی یورپ میں اس عظمت کے باوجود تنزل کے آثار نظر آرہے ہیں۔ اس وقت وہ وحشی قومیں موجود نہیں ہیں جو اس یورپی تہذیب کو تباہ کرڈالیں۔ لیکن بعض اوقات مہذب لوگ خود وحشیانہ حرکتیں کرنے لگتے ہیں، اس وقت تہذیب خود اپنے ہاتھوں برباد ہوجاتی ہے۔" يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ الآیۃ[2]۔ اور قدرت کا یہ قانون افراد و اقوام انسانی سے بھی یکساں طور پر متعلق ہے۔ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ[3] کا حکم سارے عالم میں جاری ہے۔ اور مخلوق اس حکم سے مستثنیٰ نہیں، نہ بحیثیت افراد، نہ بحیثیت جماعت۔ افراد کی عمروں کا تو اندازہ آپ کو معلوم ہی ہے

۱؎ اِن دنوں کو ہم لوگوں کے درمیان چکّر دیتے رہتے ہیں۔ (سورۃ آل عمران رکوع ۱۴)

۲؎ وہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے اجاڑتے ہیں (سورۃ حشر رکوع ۱)

۳؎ اور ہر اُمّت کے لئے ایک میعاد مقرر ہے پس جب انکا وقت آجاتا ہے تو وہ اس ایک ساعت بھی آگے پیچھے نہیں ہوسکتے۔ (سورۃ اعراف ع۴)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اقوامِ عالم کی پائندگی و زندگی کے متعلق تاریخ آپ کو شواہد و دلائل مہیا کر دے گی۔ کم از کم میرے علم میں تاریخ کے مطالعہ سے کسی ایسی قوم کا پتہ نہیں چلا جو اپنے تمدن یا کلچر کی تکمیل یا اپنے معراج کمال پر پہونچنے کے بعد ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ تک من حیث القوم زندہ رہی ہو۔ اور قوموں کے ساتھ ان کا تمدن بھی ہوتا ہے۔ قرآنِ پاک سے بھی اس خیال کی تائید ہوتی ہے۔ جہاں ارشاد ہوتا ہے کہ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝[1] پس اس موجودہ جنگ کے اسباب خواہ کچھ ہی ہوں، مجھے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب بعض اقوام اپنی عمر پوری کر چکی ہیں اس لئے ایسی اقوام جو اپنی حدِ عمر پوری کر چکی ہیں، قدرتی قانونِ تکوین و فساد کے بموجب اپنے کلچر و تمدن کے ساتھ فنا کے گھاٹ پر پہونچکر رہیں گی۔ خواہ نتیجۂ جنگ فتح و شکست کی شکل میں کچھ بھی برآمد ہو۔ واللہ اعلم۔

موجودہ جنگ کے متعلق اس توضیح کے بعد مَیں اپنی تقریر آج کے مقررہ عنوان پر ختم کرتا ہوں لیکن ختم تقریر کے قبل مجھے اجازت دیجئے کہ مَیں جو اپنی علمی پیاس کو صرف مذہب اور قرآن پاک کی تعلیم سے بجھانے کا خوگر ہوں اپنے ذوق کے مطابق قرآن کے صاف و مصفا چشمۂ تعلیم سے ایک اور علمی گھونٹ لے لوں۔ "انسانیت" پر آج سے پہلے بہت سے زمانے گذرے ہیں۔ مثلاً زمانہ حجریہ یعنی وہ زمانہ جبکہ انسان پتھر سے کام لیتا تھا۔ زمانہ حدیدیہ یعنی جب انسان نے لوہے کا استعمال شروع کیا تھا۔ اسی طرح آج کا زمانہ دھوئیں کا زمانہ کہا جا سکتا ہے جس نے ساری دنیا کو تیرہ و تار کر دیا ہے۔ یعنی اس زمانہ میں سارا کام دھوئیں اور بھاپ سے انجام پاتا ہے۔ مَیں نہیں جانتا، کہ میرا ذوق کیا درجہ رکھتا ہے، لیکن مجھے اپنے ذوق کے مطابق اس زمانے کے لئے قرآن پاک میں ایک سورۃ ملتی ہے جس کا نام ہی "دخان" ہے، یعنی دھواں۔ اس سورۃ کے چند آیات آپ کے سامنے رکھتا ہوں تاکہ سوچنے اور غور کرنے والے دل ان پر غور کریں۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۝ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ۝ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ

---

[1] وہ ہر کام کا انتظام کرتا ہے آسمان سے زمین تک۔ پھر اس کی طرف وہ کام چڑھ جاتا ہے، ایک دن میں جس کی مقدار تمہاری گنتی کے مطابق ایک ہزار سال ہے۔ (سورۃ سجدہ رکوع ۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مُّبِيْنٍ ہ يَّغْشَى النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ہ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ؕ[1]

ان آیات میں دنیا کی موجودہ حالت بیان کرکے کہ وہ کس طرح خدا سے علیحدہ ہو کر اس میں شک کرنے لگی ہے، ان کو اس زمانہ کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے جو دھوئیں کا زمانہ ہوگا۔ اور اس زمانہ کے عذاب کا صرف ایک ہی علاج بتایا ہے، کہ انسان خدا کی طرف رجوع کرکے اس عذاب سے محفوظ رہنے کے لئے عاجزانہ استدعا کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

تفسیر سروری

(یعنی)

جماعت احمدیہ کے مفسر قرآن حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کی وہ تفسیر القرآن جو رسالہ ریویو (اردو) میں چھپتی رہی ہے اور جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی تفسیر بھی بیان ہوئی ہے۔ اسکی چند گنتی کی جلدیں برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں۔ یہ تفسیر شروع سے آٹھویں پارہ تک کی ہے مگر درحقیقت اس میں سارے قرآن مجید کے مشکل مقامات حل کئے گئے ہیں۔ یہ نہایت عام فہم تفسیر ہے۔ اس کے پڑھنے سے حسب استعداد تفسیر القرآن کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔ رسالہ ریویو کے سائز پر اسکے کل دو ہزار صفحے ہیں۔ پہلے اس کی قیمت پندرہ روپے تھی۔ مگر اب بعض فوری ضروریات کی وجہ سے اسکی رعایتی قیمت صرف چھ روپے رکھی گئی ہے۔ آج ہی بذریعہ منی آرڈر بنام منیجر ریویو (اردو) ارسال فرما کر اپنے لئے ایک جلد محفوظ کرالیں۔ بعد میں یہ بیش بہا خزانہ کسی قیمت پر بھی نہ مل سکیگا مجلد کی قیمت ساڑھے سات روپے ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ منیجر رسالہ ریویو اردو قادیان

[1] نہیں کوئی معبود برحق مگر وہی (خدا) زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ تمہارا رب ہے اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا بھی رب ہے۔ یہ لوگ شک میں کھیلتے پھرتے ہیں۔ پس انتظار کرو جب آسمان سے نمایاں دھواں ظاہر ہوگا۔ وہ لوگوں کو ڈھانپ لیگا یہ دردناک عذاب ہے۔ اے ہمارے رب ہم سے عذاب دور کردے۔ ہم ایمان لانیوالے ہیں۔ (سورۃ دخان رکوع ۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ کی صفتِ قدرت کا ظہور

(از جناب پروفیسر محمد اسلم صاحب ایم۔اے گورنمنٹ کالج لاہور)

[پروفیسر صاحب موصوف نے مندرجہ ذیل تقریر جماعت احمدیہ کے مرکزی سالانہ جلسہ میں ایک کثیر مجمع کے سامنے ۲۵ دسمبر ۱۹۴۲ء کو فرمائی۔]

میرا مضمون "اللہ تعالیٰ کی صفت قدرت کا ظہور" ہے۔ اور یہ مضمون ایسا ہی اہم ہے جیسا کہ نازک اور مشکل بھی۔ اصل بات یہ ہے، کہ تمام دینی مضامین کا ایک حصہ علمی ہوتا ہے، اور دوسرا روحانی۔ کسی دینی مضمون کے علمی حصہ کو بیان کرنا تو جیسا مشکل ہوتا ہے سو ہوتا ہی ہے، لیکن اس کا روحانی حصہ (یعنی مضمون کے ان نتائج کو بیان کرنا جو انسان کی عملی اخلاقی اور روحانی حالتوں سے تعلق رکھتے ہیں) اس کو اور بھی مشکل اور نازک بنا دیتا ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں، کہ خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات اور ان صفات کے ظہور کے متعلق خدا تعالیٰ کی کامل کتاب قرآن شریف میں، پھر اس کامل کتاب کی کامل تشریح میں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور آنحضورؐ کے کامل نمونہ سے ہم تک پہونچی، پھر اس تشریح کی تفسیر میں جو اس زمانہ میں خدا کی خاص تائید کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء نے کی ہے، کافی مواد ہر غور و فکر کرنے والے کے لئے موجود ہے۔ لیکن اس مواد سے فائدہ اٹھانا ہر شخص کی اپنی استعداد، ظرف اور کوشش پر موقوف ہے۔ میں نے اپنی قلیل کوشش سے یہ معلوم کیا ہے، کہ خدا تعالیٰ کی صفات اور ان کے ظہور کا مضمون قرآن شریف اور اسلام کی تعلیم کے امتیازاتِ خصوصی میں سے ہے۔ اور اس زمانے میں اس مضمون پر زور دینا اور اس کی علمی و روحانی تفاصیل کو انشراح، یقین اور جوش کے ساتھ بیان کرنا بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء کے امتیازی کارناموں میں سے ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔

دنیا میں ایک موٹی تقسیم خدا کے ماننے والوں اور اس کے منکروں کی تو ہے ہی۔ لیکن ان دو گروہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی پھر آگے ایک مفصل تقسیم بھی ہے۔ منکروں کی بھی کئی اقسام اور درجے ہیں، اور ماننے والوں کی بھی کئی اقسام اور درجے ہیں۔ اور اس مسئلہ پر کوئی شخص حاوی نہیں ہو سکتا جب تک وہ تین طریقوں سے یا تین سوالوں کی صورت میں اس مسئلہ پر غور نہ کرے۔ اوّل یہ کہ کیا خدا موجود ہے؟ اور اگر موجود ہے تو اس کے موجود ہونے کے موٹے موٹے دلائل اور شواہد کیا ہیں؟ اور منکروں کی طرف سے جو دلائل یا وساوس پیش کئے جاتے ہیں ان کا جواب کیا ہے۔ دوئم یہ کہ اگر خدا موجود ہے تو اس کی صفات کیا ہیں؟ کیا وہ محض ایک بڑی سی طاقت یا ایک بڑا سا ارادہ یا سلسلہ علل کی آخری کڑی ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں؟ یا وہ ایک ایسی ہستی ہے جس کا ایک کیریکٹر ہے، اس کی بعض صفات ہیں، اور ان صفات میں ایک نظام ہے۔ پھر جب صفات کا سوال بھی طے ہو جائے تو تیسرا سوال یہ باقی رہ جاتا ہے، کہ آیا خدا تعالیٰ اپنی صفات کے تحت موجودات پر کچھ کرتا بھی ہے؟ یعنی کیا ان صفات کا کوئی ایسا ظہور بھی ہوتا ہے، جس سے انسانوں کو واقعی پتہ لگتا رہے کہ وہ موجود ہے اور دنیا اور اس کے بسنے والوں سے بلکہ یوں کہنا چاہیئے، کہ اپنے پیدا کئے ہوئے انسانوں سے تعلق رکھتا ہے اور اپنی حکمت کے ماتحت اکثر پردہ سے مگر کبھی کبھی بہت زیادہ کھلے طریق سے اُن کے معاملات میں دخل بھی دیتا اور ان پر اپنا آپ ظاہر بھی کر دیتا ہے۔

ان تینوں سوالوں کو سوائے اسلام، اور اِس زمانہ میں سوائے جماعت احمدیہ کے اور کسی تعلیم میں نہ تو حل کیا گیا ہے، اور نہ بیان کیا گیا ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ ہستی باری تعالیٰ کے مضمون کے یہ تین زبردست ستون ہیں۔ یعنی اوّل خدا کا موجود ہونا۔ دوسرے اس کا اعلیٰ سے اعلیٰ صفات سے متصف ہونا اور تیسرے ان صفات کا ظہور دنیا اور انسانوں کی روزمرہ زندگیوں میں ہونا۔ جب ہستی باری تعالیٰ کا مضمون ان تین حصوں میں بیان کیا جائے تو اس سے ایک طرف تو ماننے والوں کا ایمان مکمل اور مضبوط ہوتا ہے، اور وہ ایک ایسی عمارت کی طرح ہو جاتا ہے جس میں ہر تفصیلی ضرورت کو پورا کیا گیا ہو۔ اور دوسری طرف منکروں کے لئے بھی ایک بڑی مشکل پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر وہ انکار پر علم اور انشراح سے قائم رہنا چاہتے ہیں تو ان کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ نہ صرف دلائل ہستی باری تعالیٰ کا مجموعی اور مجمل طور پر کچھ جواب دیں بلکہ انہیں خدا کی ہر صفت جو ماننے والوں کی طرف سے بیان ہو گی، اس کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔ اور اُس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انکار کے دلائل دینے پڑیں گے، اور اس طرح کبھی نہ اترنے والا قرض ان پر چڑھ جائے گا، اور بہت بڑی ذمہ داری ان پر عائد ہو گی۔ اور اگر اس سے بھی آگے بحث چلیگی تو ماننے والوں کی طرف سے خدا تعالےٰ کی مختلف صفات کے ظہور کی مثالیں پیش کی جائیں گی۔ اور پھر منکروں کو ہر مثال کا انکار کرنا پڑے گا۔ اور اس انکار کے لئے دلائل و وجوہ بیان کرنے پڑیں گے۔ اور اس طرح ایک ایسے مقابلے کی صورت پیدا ہو جائیگی جس کی خدا کے منکر ہرگز تاب نہ لا سکیں گے۔ اور یہی وہ زبردست حربہ ہے، جو دین اور دینی صداقتوں کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے اسلام کی تعلیم میں موجود ہے۔ اور جب اس زمانے میں جماعت احمدیہ نے پیش کر کے خدا کے منکروں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے۔

غرض ایک مسلمان کا اللہ تعالےٰ پر ایمان اس صورت میں مکمل سمجھا جاتا ہے، کہ اوّل وہ ایمان رکھے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے۔ دوم وہ ایمان رکھے کہ اللہ تعالےٰ مع اپنی صفات کے موجود ہے۔ سوم وہ ایمان رکھے کہ ان صفات کا ظہور حسب ضرورت اور حسب حکمت الہیہ دنیا میں، ہر زمانے میں اور ہر وقت ہوتا رہتا ہے۔

اور ایمان باللہ کے اس تیسرے حصہ یعنی اللہ تعالےٰ کی صفات کے ظہور ہی کو اللہ تعالےٰ کی قدرت یا تقدیر کہتے ہیں۔ اور قدرت یا تقدیر پر ایمان لانے کے معنی یہ ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کو زندہ، قائم و دائم اور دنیا اور اس میں بسنے والی مخلوقات کے معاملات میں ہر وقت دخل دینے اور تصرف کرنے والا اور اپنی اعلیٰ صفات کے تقاضے کے ماتحت ان کا خیال رکھنے والا سمجھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صفتِ قدرت پر ایمان رکھنا ایسا ضروری اور اہم سمجھا، کہ "کشتی نوح" میں جہاں حضور نے اپنی تعلیم بیان فرمائی ہے، وہاں سب سے پہلے اسی بات کو رکھا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"یہ مت خیال کرو، کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے۔ ظاہر کچھ چیز نہیں ہے۔ خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔ دیکھو میں یہ کہکر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں، کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو، دُعا کرو۔ دُعا کرو۔ تا تمہیں طاقت ملے۔"

دعا کا ذکر کرتے ہی حضور کو یہ خیال آتا ہے کہ دعا کا تعلق صفتِ قدرت سے ہے۔ سو آپ فرماتے ہیں:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا، بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔"

انسان کا خدا سے زندہ تعلق دعا کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے اور دعا خدا کو ہر بات پر قادر سمجھے بغیر ہو نہیں سکتی۔ اس لئے اسی انسان کا سچا تعلق خدا سے ہو سکتا ہے جو خدا کو قادر یعنی قدرت والا کہتا، مانتا اور سمجھتا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں سر سید احمد خاں بانیٔ علی گڑھ مسلمانوں کے ایک معقول طبقہ کی علمی اور اعتقادی حالت کے ترجمان سمجھے جاتے تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کی خدمت مخلصانہ طور پر سرانجام دی، اور ان میں جو سرسری بیداری پائی جاتی ہے، اس کیلئے وہ سر سید احمد خاں کی کوششوں کے مرہون منت ہیں۔ مگر مسلمانوں کی عام مایوسی میں جو ان میں خدا اور خدا کے متعلق تمام امور کے بارے میں پائی جاتی تھی، اس میں سر سید احمد خاں بھی شریک تھے۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں، کہ مذہبی لحاظ سے ان کی لیڈری کا منصب اور منشا یہ تھا کہ وہ مسلمانوں کی عام مایوسی کے ترجمان بنتے۔ آپ دعا کی تاثیرات کے منکر تھے۔ اور دعا کو محض عبادت سمجھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام چونکہ اس زمانے میں خدا پر سچا اور زندہ ایمان پیدا کرنے کے لئے مامور تھے، اس لئے آپ نے سر سید احمد خاں سے سخت اختلاف کیا، اور دلائل سے ان کو ان کی غلطی پر متنبہ کیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو رسالہ اس غرض کے لئے تحریر فرمایا اس میں لکھا:۔

"یاد رکھو کہ ہر ایک چیز خدا تعالےٰ کی آواز سنتی ہے۔ ہر ایک چیز پر خدا تعالےٰ کا تصرف ہے۔ اور ہر ایک چیز کی تمام ڈوریاں خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ اس کی حکمت ایک بے انتہا حکمت ہے۔ جو ہر ایک ذرہ کی جڑھ تک پہونچی ہوئی ہے۔ اور ہر ایک چیز میں اتنی ہی خاصیتیں ہیں جتنی اس کی (یعنی خدا کی) قدرتیں ہیں۔ جو شخص اس بات پر ایمان نہیں لاتا، وہ اس گروہ میں داخل ہے جو مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ کے مصداق ہیں۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایسا لکھنے کی ضرورت اسی لئے پیش آئی، کہ سر سید احمد خاں بھی اس زمانے کے دوسرے مذہبی فلاسفروں کی طرح یا ان کے اثر کے ماتحت لبرل ریلیجن کی تعلیم دیتے تھے۔ اور لبرل ریلیجن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے مراد یہ ہے کہ خدا کا ذکر تو کرو، اسے منواؤ بھی، لیکن اس کی صفات پر زور مت دو۔ نہ ان کو تفصیل سے بیان کرو، اور نہ ان کے عملی ظہور کا ذکر زبان پر لاؤ۔ گویا خدا کے لفظ کو تو بے شک منواؤ، مگر اس لفظ کے پیچھے جو حقیقت ہے اس پر زور نہ دو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نمونے پر اور آپ کی بعثت کی غرض کے پیشِ نظر ہمارے موجودہ امام حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایمان بالقدر یعنی خدا تعالےٰ کی صفات کے عملی ظہور پر ایمان رکھنے اور اس کی تفاصیل کو سمجھنے کی اہمیت واضح کرنے کے لئے ۱۹۱۹ء کے سالانہ جلسہ کی تقریر اسی موضوع کے لئے وقف کر دی۔ یہ تقریر "تقدیر الٰہی" کے عنوان سے شائع شدہ ہے۔ اس میں آپ نے تقدیر کی بڑی بڑی قسموں کو بیان کر کے ہر قسم کو آگے تفصیل کے لحاظ سے کئی اور قسموں میں بیان کیا ہے۔ اور مذہبی اصطلاحات کا صحیح مفہوم واضح کر کے ان میں از سرِ نو جان ڈال دی ہے۔ نیز تقدیر کے نہ ماننے کے نقصانات اور ماننے کے فوائد کو بھی دلنشین طریق سے بیان کیا ہے۔ یہ تقریر خدا تعالیٰ کی صفات کے عملی ظہور کے متعلق ایک زبردست علمی اور روحانی بیان ہے۔

لفظِ قدرت عربی ہے جس کا مادہ قدر ہے۔ اور قدر کے معنی اندازہ کرنے یا مقرر کرنے کے ہیں۔ اس مادہ کے مشتقات میں یہی مفہوم مشترک ہے۔ اور اس مشترک مفہوم کے لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ صفتِ قدرت کے بھی یہی معنی ہیں، کہ دنیا میں جو بھی قانون ہیں چاہے وہ قانون طبعی ہوں یا روحانی، سب خدا کے مقرر کردہ ہیں، اور ان سب پر اس کا ہر وقت تصرف ہے۔ ایمان بالقدر کا فائدہ اسی شخص کو ہو سکتا ہے جو ان قانونوں کو سمجھے اور ان کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنے کی کوشش کرے۔

اب سوال یہ ہے کہ پھر خدا تعالیٰ کی قدرت کا ظہور ہوتا کس طرح ہے؟ اس کا جواب یہ ہے، کہ ایک ظہور تو دنیا کے طبعی قانونوں کی صورت میں ہر وقت ہوتا رہتا ہے۔ اور طبعی قوانین سے مراد چیزوں کے وہ مقررہ خواص ہیں، جن سے ہم سب فائدہ اٹھاتے ہیں، اور وہ ہماری روزمرہ کی زندگی کے تمام لطفوں اور اس کی تمام کامیابیوں کی گویا بنیاد ہیں۔ اور نہ صرف یہ بلکہ اہل سائنس کی تحقیقاتوں اور ایجادوں اور انسانی زندگی کے امن اور اس کی عام خود اعتمادی کی بنیاد بھی انہی قانونوں پر ہے۔ ان قانونوں کو قانونِ قدرت کہا جاتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر مذہبی اصطلاح میں ان کو طبعی تقدیر کہنا چاہیئے۔ ان قانونوں کو خدا کے منکر بھی مانتے ہیں، اور وہ کیونکر نہ مانیں، جبکہ یہ روز کے مشاہدے کی بات ہے۔ لیکن ان قانونوں کی علمی توجیہہ یعنی ان کی آخری حد معلوم کرنے کا سوال خدا کے منکروں کو بڑی سوچ میں ڈالے رکھتا ہے، کہ آخر یہ طبعی قانون کیوں ہیں؟ اور خواص الاشیاء میں یہ نظام کیوں؟ کوئی طبعی امر کوئی طبعی دلیل یا کوئی طبعی حقیقت ایسی نہیں جس پر اشیاء کے خواص کے استقلال کی بنیاد رکھی جا سکے۔ اس لئے خدا کے منکر بالعموم اس کو ایک عقدۂ لاینحل کہکر چھوڑ دیا کرتے ہیں۔ لیکن خدا کے ماننے والے اسے خدا کی طرف منسوب کر کے اس کو انسانی سمجھ کے زیادہ قریب کر دیتے ہیں۔ ہاں خدا کے ماننے والے اور قانون بھی بیان کرتے ہیں، اور وہ قانون روحانی قانون ہیں یعنی وہ قانون جن کے ذریعہ خدا تعالےٰ اپنے عام قانونوں میں وقتاً فوقتاً تصرف کر کے اپنا اور اپنی مختلف صفات کا انسانوں کو عملی مشاہدہ کرواتا رہتا ہے۔ جب روحانی قانون ہمارے سامنے آتے ہیں، تو ان سے خدا کا تصرف دنیا کے امور میں زیادہ نمایاں ہو جاتا ہے، اور اس سے پتہ لگتا ہے، کہ طبعی قانون بھی دراصل خدا ہی کے بنائے ہوئے ہیں۔ ان روحانی قانونوں کا ظہور دیکھنے اور سمجھنے والوں کے لئے تو ہر وقت ہوتا رہتا ہے۔ مگر انبیاء کے ظہور کے زمانے میں جبکہ دنیا تاریکی میں پڑی خدا کو بالکل بھول چکی ہوتی ہے اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر رحم کرتا ہوا ان کو تاریکی سے نکال کر ان کے مُنہ پھر روشنی کی طرف پھیرنے کی غرض سے خاص طور پر اپنے روحانی قانونوں کی تجلّی کرتا ہے اور اس تجلی سے ماننے والوں کا ایمان اور یقین اور خدا تعالےٰ اور اس کے قانونوں کے متعلق انشراح اور جوش ترقی کرتا ہے، اور منکر پست ہو جاتے اور سوچ اور فکر میں پڑ جاتے ہیں۔ گویا وہ زبانِ حال سے کہہ رہے ہوتے ہیں، کہ ہم تو سمجھتے تھے، کہ خدا کی حکومت اور خدا کا خیال مٹ چکا ہے، مگر اب پھر سے نئے سرے سے ہم یہ کیا سُن اور دیکھ رہے ہیں، کہ خدا پر ایمان رکھنے والا ایک زبردست گروہ پیدا ہو گیا ہے۔ خدا کی قدرت کی یہ خاص تجلی ہر نبی کے زمانہ میں ظاہر ہوتی رہی ہے مگر سب سے بڑھکر یہ تجلّی بانیٔ اسلام حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ اور خلفاء کی تائید میں ظاہر ہوئی ہے۔ مسلمان اس تجلّی کو بھلا بیٹھے تھے۔ اور ان کے دل اب ہرگز ایسے گرم نہ رہے تھے جیسا کہ اس تجلی کے نتیجہ میں انہیں رہنا چاہیئے تھا۔ اس لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

از سرِ نو اپنی قدرت کا اظہار فرمایا۔ اور الٰہی قدرت کے اس نئے ظہور سے خدا تعالےٰ کی قدرتوں کے وہ تمام ظہور جو پہلے ہوتے رہے تھے سب زندہ ہو گئے۔ اور مذہب یعنی خدا پر ایمان رکھنا، اس کی صفات کا علم اور معرفت کی جستجو کرنا، اور ان صفات کو ہر زمانے میں جاری سمجھنا، یہ سب کچھ ایک زندہ حقیقت بن گیا ہے

زندہ شد ہر نبی بہ آمدنم ؂ ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے رسالہ الوصیت میں اپنی وفات کے متعلق جماعت کو ہوشیار کرتے ہوئے خدا کی قدرتوں کا قانون مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:۔

"یہ خدا تعالیٰ کی سنّت ہے، اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنّت کو ظاہر کرتا رہا ہے، کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا اور ان کو غلبہ دیتا ہے، جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِيْ۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے، کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے، اسی طرح خدا تعالےٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے، مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دیدیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی اور ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے، اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے، جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے، اپنے کمال کو پہونچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی، اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں، اور ان کی کمریں ٹوٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرماتے رہیں، تو انشاءاللہ رسالہ کی علمی شان میں قابلِ قدر اضافہ ہو جائیگا اور اگر جناب نواب صاحب محترم کی طرح سلسلہ کے دیگر اہلِ قلم اصحاب بھی موجودہ ضروریاتِ زمانہ کے مطابق اسلامی روشنی میں علمی مقالے لکھکر ارسال فرماتے رہیں، تو یقین سے کہا جا سکتا ہے، کہ سلسلہ کے متعقب سے متعصب مخالفین بھی ہمارے رسالہ سے استفادہ کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ دنیا آج ایک عجیب قسم کی بھول بھلیوں میں پھنسی ہوئی حقیقی رہنمائی کی تلاش میں ہے۔ اور یہ رہنمائی اسلام اور قرآن مجید کی تعلیمات کی اسی تعبیر و تشریح کے ذریعہ کی جا سکتی ہے، جسے احمدیت پیش کر رہی ہے سو یہ وقت ایک زبردست قلمی جہاد کا ہے۔ دنیا کے رجحانات اور ضروریات کو مدنظر رکھکر ہمیں اسلام کی تعلیم کو پیش کرنا ہے۔ پس ضرورت ہے، کہ وہ دوست جن کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہے، وہ اس طرف متوجہ ہوں، اور حالاتِ زمانہ کا مطالعہ کر کے دنیا کی موجودہ روحانی، اقتصادی اور سیاسی مشکلات کا حل قرآن مجید سے پیش کریں۔

حیدر آباد دکن میں ایک علمی سوسائٹی "حیدر آباد فیلوشپ" کے نام سے قائم ہے، جو مختلف علمی موضوعوں پر ملک کے مشہور اشخاص سے تقریریں کراتی رہتی ہے۔ ذیل کی تقریر "انسانیت اور سیاست" پر محترم جناب نواب صاحب نے سوسائٹی مذکور کے زیر اہتمام ۱۴ر اگست ۱۹۴۲ء کو فرمائی۔ ہم اسے بصد شکریہ "ریویو" میں شائع کرنیکا فخر حاصل کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

آج جس عنوان پر مجھے تقریر کرنا ہے، کسی زمانہ میں خواہ کتنا ہی دلچسپ و دلکش عنوانِ تقریر سمجھا جا سکتا ہو لیکن آج اس زمانہ میں جبکہ "انسانیت" اور "سیاست" باہم دست و گریباں ہو رہی ہیں، یہ عنوان نہایت ہی خوفناک معلوم ہوتا ہے۔

اس دھواں دار جنگ میں جس نے انسان کی بصیرت و بصارت دونوں کو اپنے دھوئیں سے دھندلا کر دیا ہے "انسانیت" کا اصلی چہرہ نظر آنا دشوار ہے۔ اور جب تک "انسانیت" کو نہ پہچان لیا جائے اُس کا تعلق سیاست سے معلوم کرنا تقریباً ناممکن سا ہے۔ پس ایسے خوفناک زمانہ میں انسانیت اور انسانی سیاست پر محض کوئی تقریر کیونکر دل نشین اور باعثِ تسکین ہو سکتی ہے۔ موجودہ مہیب جنگ نے نہ صرف زمین و آسمان، ہوا اور پانی میں انقلابی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جاتی ہیں، اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں؟ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا۔ جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے، اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا، اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا۔ اور اس وعدہ کو پورا کیا۔ جو فرمایا تھا۔ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا۔

پس طبعی قانونوں کے علاوہ جو روحانی قانون اس دنیا میں ملتے ہیں، اور جن کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی صفات کا گویا ظہور اس دنیا میں ہوتا رہتا ہے، ان میں بڑا قانون یہی ہے، کہ خدا تعالیٰ نے یہ اپنے ذمہ لے رکھا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور ان کے خلفاء کو مخالف سے مخالف سامانوں اور مشکل سے مشکل طبعی حالات کے باوجود کامیاب و بامراد کرتا ہے۔ اور ایسے طور پر ان کی مدد فرماتا ہے، جو ماننے والوں اور منکروں دونوں کو حیران کر دینے والا ہوتا ہے۔ خدا کی قدرت کے ظہور کی یہ عام صورت ہے۔ اور تھوڑا سا تدبر بھی ہمیں اس حقیقت تک پہونچا دیتا ہے کہ اگر ایسا نہ ہوتا، تو خدا پر ایمان کیسے قائم رہ سکتا تھا، خدا نے جب بھی دنیا میں کوئی ہدایت بھیجی اور اس کی اشاعت کے لئے کوئی جماعت قائم کرنی چاہی، اس کے لئے بعض غریب بیکس مگر مقبول بندوں کو چنا، اور ان کو سامان طاقت اور مال والوں لیکن گمراہ اور اندھیرے میں رہنے والوں کے مقابلے میں کھڑا کر دیا۔ اگر عام طبعی قانونوں پر ان انبیاء کو چھوڑ دیا جاتا، تو ان میں سے کوئی بھی کامیاب نہ ہوتا، اور دنیا خدا کو کبھی بھی نہ پہچانتی۔ اگر خدا تعالیٰ طاقتور بندوں کو اپنے پیغام پہونچانے کے لئے چنتا، تو پھر بھی اس کی خدائی مشتبہ رہتی، اور لوگ یہی سمجھتے، کہ چونکہ یہ لوگ طاقت اور اثر والے ہیں، اس لئے جو چاہتے ہیں منوا لیتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بیکسوں اور کمزوروں کو چنا اور ان کو دنیا کے سامنے کھڑا کر دیا، اور تمام قسم کے مخالف طبعی حالات کے باوجود ان کو اپنی تائید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے کامیاب کرکے اپنی قدرت کا اظہار کیا۔ اسی سے لوگوں کو اس کے وجود کا پتہ ملا۔ اور اسی سے ان کے دلوں میں اس پر ایمان پیدا ہوا۔ یہ عام اظہار قدرت جو انبیاء کی نصرت کے رنگ میں ہوا۔ اس کی تفصیلوں کا لطف وہی اُٹھا سکتا ہے، جو انبیاء کے حالات کو بغور پڑھتا ہے۔ ہر موقعہ پر یہ قدرت نبی کے ہمراہ ہوتی ہے۔ کبھی وہ مخفی ہوتی ہے، کبھی نسبتاً ظاہر، اور کبھی وہ ایسی ظاہر ہوتی ہے کہ ایک عام شخص اس کی برداشت کی طاقت نہیں رکھ سکتا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک دنیا سے مقابلہ تھا، آپ بالکل اکیلے اور بے سروسامان تھے، آپ کے مقابلے میں پہلے قریش کے سرداروں کے اور بعد میں یہود و نصاریٰ کے مختلف جتھے تھے۔ ان کے علاوہ عرب کے پڑوس میں جو بڑی بڑی سلطنتیں تھیں، وہ بھی آپ کے مقابلے کے لئے اُٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ سامان کا یہ حال تھا، کہ ہر مقابلے میں آپ کے دشمن کا سامان دگنا، تگنا، دس گنا اور کبھی بیس گنا ہوتا تھا۔ شروع شروع میں نہ صرف آپ کی چھوٹی سی جماعت ہر وقت تباہی کے مُنہ میں رہتی تھی، بلکہ آپ کا وجود اطہر بھی ہمیشہ موت کے خطرے میں رہتا تھا۔ اور شروع ہی کا کیا ذکر ہے، اصل بات تو یہ ہے کہ جیسے جیسے مسلمانوں کی جماعت بڑھتی گئی خطرات بھی ساتھ ساتھ بڑھتے ہی گئے۔ کبھی یہ خطرات باہر سے سر نکالتے اور کبھی مسلمانوں کی جماعت کے اندر سے۔ گویا کوئی وقت بھی تو ایسا نہیں آیا، جب ہم کہہ سکیں، کہ اب مسلمانوں کی جماعت بالکل محفوظ ہو گئی تھی۔ ہر مرحلے پر مشکلات کا سامنا تھا۔ ایسی مشکلات جو مسلمانوں کی جماعت اور اس تعلیم کو جس کی یہ جماعت حامل تھی، کچل دینے کے لئے کافی تھیں۔ لیکن ہر مرحلے پر خدا کی قدرت کا ہاتھ ہمراہ رہا۔ اور نہ صرف مسلمانوں کی جماعت بلکہ اس جماعت کے لیڈر یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ذاتی طور پر بھی محفوظ رہے۔ اور اپنے ان مقاصد کے حصول میں پورے طور پر کامیاب و بامراد ہوئے، جن پر دنیا ہنستی تھی اور جن کو نیست و نابود کرنے کا نہ صرف تہیّہ کئے ہوئی تھی، بلکہ اپنے اس ناپاک ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اس کے پاس کافی سامان بھی تھے۔ ہر جنگ اور مقابلہ کے وقت اللہ تعالیٰ کا ہاتھ آپ کے ساتھ ہوتا، جو کبھی تو ذرا مخفی طور پر اور کبھی کھلے طور پر آپ کی تائید میں کام کر رہا ہوتا تھا۔ جنگ احزاب میں آپ کے دشمنوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے بڑے زور شور سے حملہ کی تیاری کی تھی، مگر باوجود ان کی تمام کوششوں کے ان سے کچھ نہ بنا۔ وہ اس موقعہ پر دس ہزار کا لشکر لائے، اور ایسی خطرناک صورت ہوگئی تھی، کہ مسلمانوں کے لئے باہر نکلنا دشوار ہوگیا تھا، اور قضائے حاجت کی بھی جگہ نہ رہی تھی۔ قرآن شریف میں سورۃ احزاب میں مسلمانوں کی اس بے لبسی کا نظارہ بہت دردناک الفاظ میں کھینچا گیا ہے۔ اس صورتِ حالات کی نزاکت کی حد یہ ہے کہ مسلمانوں میں سے کئی روحانی بیمار کہہ اٹھے، کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے صرف جھوٹا وعدہ کیا تھا۔ لیکن آخر ہوا کیا؟ عین ان دنوں میں جبکہ دشمن اپنے پورے زور پر تھا، اور مسلمانوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھا، ایک روز رات کے وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے آواز دی، کہ کوئی ہے؟ ایک صحابی نے کہا میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا، تم نہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور نے پھر آواز دی، کہ کوئی ہے؟ تو پھر وہی صحابی بولے، کہ حضور حاضر ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تم نہیں۔ پھر تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد آپؐ نے آواز دی، کہ کوئی ہے؟ اس پر پھر اسی صحابی نے جواب دیا، تب آپؐ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے، کہ دشمن بھگا دیا گیا ہے، تم جا کر دیکھو اس کی کیا حالت ہے؟ چنانچہ وہ صحابی گئے، تو انہوں نے دیکھا، کہ میدان صاف پڑا ہے۔ اور دشمن بھاگ چکا ہے۔ بعض صحابہ کا بیان ہے کہ ہم اس وقت جاگ رہے تھے، لیکن شدت سردی سے بولنے کی طاقت نہ پاتے تھے اس موقعہ پر بظاہر دشمن کے بھاگنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی، صحابہ بھی حیران تھے، کہ یہ ہوا کیا؟ البتہ بعد میں معلوم ہوا، کہ نہایت مخفی سامان تھے جو اس لشکر کے بھاگنے کا موجب بنے۔ اور وہ سامان یہ تھے، کہ رات کو دشمن اچھا بھلا سویا تھا، کہ ایک قبیلہ کے سردار کی آگ بجھ گئی۔ اور عرب میں یہ سمجھا جاتا تھا، کہ جس کی آگ بجھ جائے، اس پر مصیبت آتی ہے۔ اس سردار کے قبیلہ نے مشورہ کیا، کہ اب کیا کرنا چاہیے آخر یہ صلاح ٹھہری، کہ ہم اپنا خیمہ یہاں سے اکھاڑ کر کچھ دُور پیچھے جا لگائیں، اور کل پھر لشکر سے آملیں گے یہ صلاح کر کے جب وہ پیچھے جانے لگے، تو اس کو دیکھ کر دوسرے قبیلہ نے اور اس کو دیکھ کر تیسرے قبیلے نے حتیٰ کہ اسی طرح سب نے واپس جانا شروع کر دیا۔ ہر ایک نے یہ سمجھ کر کہ مسلمانوں نے شبخون مارا ہے بھاگنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ کہتے ہیں، ابو سفیان نے جو لشکر کا سردار تھا، سراسیمگی کی حالت میں بندھی ہوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اونٹنی پر سوار ہو کر اُسے مارنا شروع کر دیا، تا وہ بھاگے۔ جب سب بھاگ گئے، تو کچھ دور جا کر ایک دوسرے سے پوچھنے پر انہیں معلوم ہوا، کہ یونہی بلا وجہ بھاگ آئے ہیں۔

یہ سارا واقعہ خدا کی قدرت کا عجیب نظارہ پیش کر رہا ہے۔ طبعی سامان کفار کے ساتھ ہیں، لیکن وہ سب دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ اور کامیابی مسلمانوں کو ہوتی ہے، جو خدا کے مقبول ہیں، اور جن کی تائید میں اس وقت اس کا قانون خاص کام کر رہا تھا۔ مسلمانوں کی ابتدائی جنگوں میں ہمیشہ ایسے واقعات رونما ہوتے۔ بظاہر بعض اوقات سامان بھی ان کے پاس ہوتے تھے، لیکن دشمن کے سامانوں کے مقابلے میں کسی عام طبعی قانون کے مطابق مسلمانوں کے ان سامانوں کی کچھ بھی حقیقت نہ ہوتی تھی۔ مگر ہمیشہ تائید الٰہی کا مسلمانوں کے شامل حال رہنا۔ خدائی قدرت کا ظہور ہے۔ اور بھی اسی قسم کے کئی واقعات ہیں بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تو شب و روز خدا کی قدرتوں کے ظہور کے لئے وقف تھا۔ وہ اعرابی والا واقعہ کتنا عجیب وغریب ہے، جو لکھا ہے، کہ آپ ایک جنگ سے واپس آرہے تھے۔ راستہ میں ایک جنگل میں دوپہر کے وقت آرام کرنے کے لئے ٹھہر گئے۔ تمام صحابہ اِدھر اُدھر بکھر کر سو گئے۔ کیونکہ کسی قسم کا خطرہ نہ تھا۔ آپ بھی اکیلے ایک جگہ لیٹ گئے، کہ یکدم آپ کی آنکھ کھلی اور آپ نے دیکھا، کہ ایک اعرابی کے ہاتھ میں آپ ہی کی تلوار ہے، اور وہ اس تلوار کو کھینچے آپ کے سر پر کھڑا ہے۔ جب آپ کی آنکھ کھلی، تو اس نے دریافت کیا، کہ بتا اب تجھے اس تلوار سے کون بچا سکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ۔ آپ کا یہ کہنا تھا، کہ اعرابی کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ اب یہ خدا کا تصرف ہی تھا، کہ یہ معجزہ ظہور میں آیا۔ اعرابی آپ کا دشمن تھا، اور آپ کی تلوار بھی اس کے ہاتھ میں تھی۔ لیکن آپ کے اللہ کہنے سے کچھ ایسا رُعب اس پر طاری ہو گیا، کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ پھر غار ثور کا واقعہ ہے، جو خدا کی قدرت کا نہایت ہی زبردست ظہور ہے۔ مشہور واقعہ ہے، کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو کفار مکہ آپ کے تعاقب میں غار ثور تک پہونچ گئے۔ جہاں آپ حضرت ابوبکرؓ سمیت چھپے ہوئے تھے۔ کھوجی ایسے ماہر تھے، کہ غار کے منہ تک تعاقب کرنے والوں کو لے آئے، اور کہا کہ یہاں تک آئے ہیں، آگے نہیں گئے۔ مگر باوجود ان کے زور دینے کے کسی کو یہ توفیق نہ ملی، کہ گردن جھکا کر غار میں دیکھ لے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حالانکہ جو لوگ کئی میل تک پیچھا کرتے گئے تھے، اور تلاش کرتے کرتے پہاڑ پر چڑھ گئے تھے، اُن کے دل میں طبعًا یہ خیال پیدا ہونا چاہیئے تھا، کہ اب یہاں تک آئے ہیں، تو جھک کر دیکھ لیں کہ شاید اندر بیٹھے ہوں۔ مگر عین موقع پر پہونچکر بھی کسی نے گردن جھکا کر غار کے اندر نہ دیکھا۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں، کہ غار کا مُنہ اس قدر چوڑا تھا، کہ اگر وہ جھک کر دیکھتے، تو ہمیں بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ اور ہمیں ان کے پاؤں نظر آتے تھے۔ یہ بھی محض الٰہی تصرف تھا، جو ان کے قلوب پر ہوُا۔ ورنہ بظاہر اس کے لئے کوئی سامان موجود نہ تھے۔ اس واقعہ میں سامانوں کا ایسا مکمل فقدان ہے، کہ جب سارے قصہ پر نگاہ کی جاتی ہے، تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اعجازی حفاظت پر طبیعت وجد میں آجاتی ہے اور خدا گویا نظر آنے لگ جاتا ہے۔ بالعموم خدا کی قدرت کے ظہور کے وقت کچھ نہ کچھ ظاہری سامان بھی شامل رہتے ہیں، تا کہ ماننے والوں کا امتحان ہوتا رہے، اور نہ ماننے والوں کے لئے بھی کچھ پردہ رہے۔ اور ایسے واقعات جن میں سامان بالکل نہیں ہوتے، بہت شاذ اور نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔ اور یہ صرف انبیاء اور ان کے خاص الخاص ماننے والوں کو دکھائے جاتے ہیں، جو ایمان کے بہت بلند درجہ پر ہوتے ہیں۔ بعض شقی کہا کرتے ہیں، کہ ہمیں کوئی ایسا واقعہ دکھاؤ، تو ہم بھی مان لیں۔ لیکن نادان نہیں جانتے، کہ خدا تو پردے سے اپنے آپ کو ظاہر ہی اس واسطے کرتا ہے، کہ لوگ ایمان بالغیب لائیں، اور اس طرح کسی درجہ کے لائق ٹھہریں۔ کسی نادان کے لئے وہ اپنے پُرحکمت قوانین کو نہیں توڑتا۔

اس زمانے میں بھی چونکہ لوگوں کے ایمانوں میں سخت فتور پیدا ہو گیا تھا، اور سب لوگ خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں، عملاً خدا کو بالکل بھول چکے تھے، اور کئی منہ سے بھی اس کے منکر ہو رہے تھے اس لئے خدا نے چاہا، کہ وہ دنیا کو بتائے۔ کہ مَیں نہ صرف موجود ہوں بلکہ تم سے ایسا ہی قریب ہوں، جیسا کہ مَیں پہلے رہا ہوں۔ میری قدرتیں قائم و دائم ہیں۔ مَیں تمہیں بھولا نہیں۔ تم بھی مجھے نہ بھولو۔ سو اس نے اپنی قدرت کا پھر ایک مرتبہ نمونہ دکھانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ کا یہی منصب اور مقام تھا۔ خدا نے آپ کے اور آپ کی جماعت کے ذریعہ اپنی قدرتوں کا اظہار کیا۔ آپ ہندوستانی تھے۔ آپ کو ملک کی مشہور عربی درسگاہوں یا مشہور علماء میں سے کسی سے عربی سیکھنے کا موقعہ ہی نہ ملا تھا۔ اور ملک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے باہر تو آپ بالکل گئے ہی نہ تھے لیکن جو عظیم الشان کام آپ کے سپرد کیا گیا تھا، یعنی احیاء اسلام کی غرض سے لوگوں کو جمع کرنا اور اسلام اور قرآن کے حقائق کو دنیا میں پھیلانا، اس کے لئے ضروری تھا، کہ آپ کو عربی زبان میں خاص دسترس ہوتی۔ سو خدا نے آپ کو اعجازی رنگ میں یہ دسترس عطا فرمائی۔ اور آپ کے اعجازی قصائد کا جو زبردست تحدی اور چیلنج کے ساتھ شائع ہوئے۔ آج تک کوئی مقابلہ نہیں کر سکا۔
پھر علمی اور دوسری مہمات جو آپ کو پیش آتی رہتی تھیں، عقل حیران رہ جاتی ہے، کہ آپ اکیلے ان کو کیسے حل کرتے تھے۔ اور آخر یہی ماننا پڑتا ہے، جو آپ نے خود فرمایا ہے، کہ جب کبھی مجھے بعض معاملات پر روشنی کی ضرورت ہوتی ہے تو میں خدا کے حضور دعا کرتا ہوں۔ تب ایک ایک کر کے سب معاملات کو میں اپنے سامنے لاتا جاتا ہوں اور خدا کے کلام کے ٹکڑے ہر ایک معاملہ کو روشن کرتے جاتے ہیں۔ اور اس وقت میں اپنے تئیں بالکل دست قدرت کے قبضہ میں محسوس کرتا ہوں۔ طاعون کا نشان آپ کو دیا گیا۔ اور دیگر حوادث اور آفتوں کے نشان بھی آپ کو عطا کئے گئے۔ ان سب میں آپ کی جماعت باوجود اس کے کہ سامانوں کے لحاظ سے دوسروں سے کچھ کم ہی محفوظ تھی، دوسروں کی نسبت نمایاں طور پر محفوظ رہی۔ اور طاعون سے حفاظت کا نشان تو آپ کا خاص نشان تھا۔ اس حفاظت میں گو بظاہر سامانوں کی رعایت کا پہلو بھی تھا، مگر یہ پہلو اسی پردہ کے طور پر تھا، جسے خدا تعالیٰ بالعموم اپنی قدرت نمائی میں ملحوظ رکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا کہ احمدیوں کو بالعموم طاعون نہیں ہوگی۔ مگر اس کے ساتھ ہی آپ نے احتیاطی تدابیر کے رنگ میں یہ حکم بھی دیا، کہ جرابیں پہنیں، شام کے بعد باہر نہ نکلیں، اور کونین استعمال کریں، وغیرہ۔ اب یہ حفاظت کے سامان بلکہ ان سے بہت زیادہ دوسروں کے لئے بھی تھے۔ لیکن پھر بھی طاعون سے جیسی حفاظت احمدیوں کی ہوئی، دوسروں کی نہ ہوئی۔ یہ سامان محض ایک پردہ تھے۔

پھر ایسا نشان بھی آپ کو دیا گیا، جس میں بالکل سامان نہ تھے۔ ایک دفعہ آپ نے رؤیا میں دیکھا، کہ میں خدا کے سامنے کچھ کاغذات پیش کر رہا ہوں، خدا نے ان پر دستخط کرتے وقت قلم چھڑکا ہے اور اس کی روشنائی کے قطرے میرے کپڑوں پر پڑے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب یہ رؤیا ہوا، اس وقت حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ جو آپ کے صحابی تھے، آپ کے پاؤں دبا رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا، کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت صاحب کے ٹخنے پر سُرخ رنگ کا چھینٹا پڑا ہے، جب اس کو ہاتھ لگایا گیا، تو وہ گیلا تھا۔ وہ حیران ہوئے کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے اِدھر اُدھر اور چھت کی طرف دیکھا، کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی جس کی طرف ان چھینٹوں کو منسوب کیا جا سکتا۔ حضرت مسیح موعودؑ اُٹھے تو حضور سے کیفیت دریافت کی۔ حضور نے مولوی صاحب کے اصرار پر ساری حقیقت سنائی۔ یہ گویا خدا کی قدرت کا ایک کُھلا اظہار تھا، جس میں کوئی ظاہری سامان نہ تھا۔

عام لوگ خدا کی صفت قدرت کا مشاہدہ دعاؤں کی قبولیت میں بھی کر سکتے ہیں، جو لوگ خدا کو مان کر بھی دعاؤں میں کچھ انقباض محسوس کرتے ہیں، یا اس کی تاثیر کے منکر ہیں، وہ دراصل خدا کی قدرت کے منکر ہیں۔ خدا کو ہر شے پر قادر ماننے سے یکدم دعا کا دروازہ کُھل جاتا ہے۔ اور اسی کی دُعا دعا ہے، جو دُعا کے وقت بھی اور آگے پیچھے بھی خدا کو واقعی ہر شے پر قادر سمجھے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کشتی نوح میں فرمایا ہے، کہ جو ایسا نہیں کرتا، وہ باوجود ظاہرًا میری جماعت میں شامل ہونے کے حقیقتًا میری جماعت میں نہیں ہے۔ دعاؤں کو اعلیٰ مقاصد کے لئے وقف رکھنا اور ان کو جامع اور وسیع اغراض پر حاوی کرنا اور ان کے لئے عمدہ اور موزوں الفاظ استعمال کرنا ایک نہایت ہی پسندیدہ بات ہے۔ اور مسنون اور الہامی دعاؤں کا یہی امتیاز ہے۔ لیکن ادنیٰ مقاصد اور نسبتًا محدود اغراض کے لئے بھی موقعہ کی مناسبت سے کبھی کبھی دعا کرنا ایک پسندیدہ بات ہے۔ بلکہ ایک عام مومن کے لئے خدا کی قدرت کے عملی مشاہدہ کا دروازہ اسی طرح کُھلتا ہے۔ میرا یقین ہے، کہ تھوڑا بہت اس قسم کا مشاہدہ ہر ایسے شخص کو ہو سکتا ہے، جو دعا سے اس کی مناسب شرائط کے ماتحت کام لے۔ اور بڑی شرط تو یہی ہے، کہ حقیقی اضطرار سے دعا ہو اور اس کے ساتھ یقین ہو کہ واقعی خدا سب قدرتوں والا ہے۔ ہر زمانے میں اس کی مثالیں پائی جاتی ہونگی۔ لیکن میری اور سینکڑوں بلکہ ہزاروں دوستوں کی دیکھی ہوئی اور تجربہ شدہ بات ہے۔ شاید تین سال کا عرصہ ہوا، گرمیوں کی ایک چھٹیوں میں میں یہاں قادیان میں تھا، ساری گرمیاں بغیر بارش کے گذر رہی تھیں اور زمیندار اور جانور اور خود زمین پانی کے بغیر بے تاب تھی۔ سیدنا حضرت امیرالمؤمنین پہاڑ پر تھے حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے سکول کے میدان میں تپتے ہوئے آسمان کے نیچے کئی نمازیوں سمیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نماز استسقاء یعنی وہ نماز جو بارش کے لئے مقرر ہے پڑھائی، اور لمبی دعا کی۔ اس وقت مجھے یاد ہے، لوگوں کی چیخیں نکل نکل کر دُور دُور پہونچ رہی تھیں۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو پسند ہوا، تو اب ضرور بارش ہو گی۔ لیکن آسمان پر کسی چھوٹی سی بدلی کا بھی نام و نشان نہ تھا۔ شام تک بارش نہوئی رات کو سو گئے۔ مگر نصف رات کے قریب بارش نے آجگایا، اور خوب بارش ہوئی۔ اس وقت تو خیال نہ آیا۔ لیکن کچھ دیر بعد فوراً خیال آیا، کہ یہ وہی بارش ہے جس کے لئے دعا ہوئی تھی۔ دوسرے تیسرے روز حضرت امیرالمؤمنین پہاڑ سے تشریف لے آئے اور آپ کے آنے پر اَور بھی زور سے بارش ہوئی۔

میرا یقین ہے ہماری جماعت کے مخلص کارکن محفل اور جماعت کے نگران چاہے وہ مرکزی جماعت میں ہوں چاہے باہر کی جماعتوں میں بالعموم جماعت کے کاموں میں خدا کا دستِ قدرت دیکھتے رہتے ہیں ہماری کوششیں اور ہمارے سامان نہایت حقیر ہوتے ہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ نتائج بہت بڑھ چڑھ کر نکالتا ہے۔ خدا تعالےٰ کی قدرت کئی طرح ظاہر ہوتی ہے۔ اور دراصل جو صورت بھی اس کی کسی صفت کے عملی اظہار کی ہے وہ اس کی قدرت کا اظہار ہے۔ اور تقدیر پر ایمان لانے کے یہی معنی ہیں، کہ دنیا کے قانونوں کو خدا کی طرف سے اور خدا کے تصرف میں سمجھا جائے۔ نہ یہ کہ کہا جائے کہ ایک ہی قانون ہے اور وہ قانونِ قدرت یعنی نیچر کا قانون یا طبعی قانون ہے۔ طبعی قانون بھی انسانوں کے فائدے، ان کی سہولت اور ترقی کے لئے خدا ہی کے بنائے ہوئے ہیں۔ لیکن طبعی قانون ہی دنیا میں نہیں چلتے۔ روحانی قانون بھی چلتے ہیں۔ اور روحانی قانون بھی ایک عام صورت رکھتے ہیں۔ جیسے انبیاء اور ان کی جماعتوں کا ہمیشہ دشمنوں کے مقابلے میں کامیاب ہونا۔ اور خاص صورت بھی رکھتے ہیں۔ جیسا نہ خاص خاص طریقوں اور خاص خاص تصرفات سے ان کا کامیاب ہونا۔ تقدیر پر ایمان لانے کے یہ معنی ہیں، کہ انسان طبعی اور روحانی دونوں قانونوں کو خدا کی طرف سے خدا کے مقرر کئے ہوئے اور ہر وقت اس کے تصرف میں سمجھے۔ ان دونوں قانونوں سے خدا کی قدرت کا ظہور ہوتا ہے۔ لیکن خاص طور پر یہ ظہور اُن واقعات، اُن تصرفات، اُن نصرتوں، ان کامیابیوں، اُن کارناموں اور اُن دعاؤں سے ہوتا ہے، جن میں طبعی سامان یا بالکل مفقود ہوتے ہیں، یا مفقود ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔ اور ایسے واقعات سے اگر باقی زمانے خالی بھی ہوتے ہیں، تو انبیاء کے زمانوں میں تو کثرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے رونما ہوتے ہیں۔

یہ بات ایسی روشن ہے کہ وہ مورّخ جو ہر بڑے سے بڑے انقلاب کی توجیہہ طبعی حالات اور طبعی اسباب کے ماتحت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور اس کوشش میں کامیاب نہ ہونا اپنے علم کی شکست سمجھتے ہیں، وہ بھی جب مثلاً ظہور اسلام پر پہونچتے ہیں، تو حیران رہ جاتے ہیں، کہ اس عظیم الشان انقلاب کی کوئی طبعی توجیہہ کیونکر کریں۔ جو اس وقت کی ساری دنیا پر چھا گیا۔ اور جسے پیدا کرنے والا ایک اُمّی یتیم تھا جس کی بچپن میں یہ حالت تھی، کہ کوئی دایہ اسے دودھ پلانے کے لئے بھی قبول نہ کرتی تھی اور جس کی بادشاہ بن جانے پر یہ حالت تھی، کہ گھر میں فاقے ہوتے تھے، اور وُہ جوتے کی مرمت خود کر لیتے تھے، اور باہر اپنے جیسے فاقہ مست لیکن خدا اور اس کے رسول کی محبت میں سرشار صحابہ سے یہ مشورے ہوتے تھے، کہ روم کو کیسے فتح کیا جائے اور ایران کو کیسے زیر کیا جائے، تمام مورّخ اس انقلاب کی توجیہہ کرنے سے عاجز ہیں، اور ان میں سے اکثر نے اپنے اس عجز کا خود اقرار کیا ہے۔ ہاں بعض باتیں بنانے کی غرض سے کچھ افسانوں کی قسم کے نظریئے گھڑتے رہتے ہیں۔ مثلاً عیسائی مورّخ جو سمجھتے ہیں، کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بعد گویا خدا نے دنیا کی خبر ہی نہیں لی، عموماً ایسی توجیہات پیش کرتے رہتے ہیں، کہ تاریخ بڑے آدمیوں کی بنتی چلی آئی ہے۔ بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم بھی ایک بڑے آدمی تھے، بڑی استعدادوں کے مالک تھے، اور لیڈری کی اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے، ان کے خلفاء بھی ایسے تھے، ان کو جرنیل اور دوسرے مدبّر بھی اعلیٰ درجہ کے مل گئے۔ اس لئے ان کی ترقی کوئی غیر معمولی واقعہ نہیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں، کہ اوّل تو یہی ایک عجیب بات ہے کہ اتنے امکانات کا اجتماع ایک ہی زمانے میں کیونکر ہو گیا؟ اور دوسری عجیب بات یہ ہے، کہ گو ان مورّخوں کے نزدیک تو یہ انقلاب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کی اپنی لیاقت کا نتیجہ تھا، لیکن اس انقلاب کے لیڈر اسے کسی طرح بھی اپنی لیاقت کا نتیجہ نہیں، بلکہ خدا کی نصرت اور اس کی قدرت کا نتیجہ گردانتے تھے۔ اور اپنے آپ کو وہ محض خدا کا آلہ کار سمجھتے تھے۔ اور یہ بات نفسیاتی طور پر محض ناممکن ہے، کہ ایک تحریک اور تبدیلی جس کی حدود دن بدن بڑھ رہی ہوں، اس کے سر پر چند لوگ ہوں، اور وہ تحریک اور تبدیلی ان چند لوگوں کی اپنی لیاقت کا نتیجہ ہو، لیکن وہ ساری عمر اس کو اپنی طرف نہیں بلکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کی طرف منسوب کرتے رہیں۔ اور لطف یہ کہ وہ لیڈر ہوں بھی ایسے جو اپنی کامیابی کا اور اپنے کاموں کے دُور رس نتائج کا پہلے سے اعلان کر دیں، اور باوجود بڑے کام کرنے کے وہ اپنے تئیں کمزور اور بے بس ہی قرار دیتے چلے جائیں۔ دُنیا میں کب ایسا ہوا؟ بڑے بڑے فاتح اور مدبّر جب خود کوئی کامیابی حاصل کرتے ہیں، تو ان کی زبان اپنی اپنے ساتھیوں اور اپنے سامانوں کی تعریف کرتے نہیں تھکتی۔ اسی جنگ میں دیکھ لیجئے، ہر فریق کو اپنے آپ، اپنے سامانوں اور اپنے حلیفوں پر اعتماد ہے، اور جہاں کہیں کامیابی ہوتی ہے، ان سامانوں، تدبیروں اور کام کرنے والوں کی تعریف ہوتی ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب جنگِ بدر میں کنکر اپنے ہاتھ سے اٹھا کر پھینکتے ہیں، اور دشمن بھاگ جاتا ہے تو آپ بڑی سادگی اور سچائی سے کہدیتے ہیں، کہ یہ کنکر مَیں نے نہیں پھینکے تھے، بلکہ اللہ نے پھینکے تھے۔

بعض کہتے ہیں، کہ اسلام کا ظہور دراصل عرب قوم کی ترقی کا دَور تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حالات ایسے پیدا ہو گئے تھے، کہ عرب قوم یقیناً اُبھرنے اور وطن سے باہر نکل کر ایک بہت بڑی سلطنت کی بنیاد رکھنے والی تھی۔ اس پر ہمارا سوال یہ ہے، کہ کیا عرب قوم اس دَور میں جو اُبھری، تو انہوں نے ابھر کر صرف ایک بڑی سلطنت کی بنیاد ہی رکھی یا ایک بڑے دین کی بھی ــــ ایسے دین کی جسکی ہزاروں حکمتوں کے قائل اس کے دشمن بھی ہیں، اور جس نے دُنیا کو وحشت سے نکال کر با اخلاق بنایا، اور با اخلاق سے باخدا بنایا۔ ایسا دین جو باوجود دنیا کی کبھی نہ ختم ہونے والی مخالفت اور مخاصمت کے زندہ جاوید ہے پھر اگر یہ عربوں کی ترقی کا دَور تھا، اور ہم مان لیتے ہیں کہ عرب کے اندر کچھ ایسے جغرافیائی تغیرات ہو چکے تھے جن کے ماتحت اب عربوں کا سوائے باہر نکل کر قسمت آزمائی کرنے کے گذارہ مشکل تھا، تو اس دَور کے لیڈر محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیسے ہو گئے، جنہوں نے اٹھتے ہی عرب قوم کی اعتقادی، عملی اور اقتصادی مخالفت شروع کر دی، ان کے قومی اتحاد کو کچل ڈالا، اور ساری قوم میں اختلاف اور تفرقہ پیدا کر دیا، اور ساتھ ہی نسلی اور قومی امتیاز کا بھی خاتمہ کر دیا۔ تاریخ میں کوئی ایسی مثال نہیں، کہ کسی قوم نے اس حال میں ترقی کی ہو، کہ اس کے لیڈر نے ایک ہی وقت میں اندرونی اور بیرونی لڑائی شروع کر دی ہو، اور قوم کی جمعیت کو اپنی تائید میں نہیں، بلکہ اپنے خلاف اُکسایا ہو، اور ان کے قومی جذبہ کو بڑھایا نہ ہو بلکہ کچلا ہو، اور یہ احساس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیفیت پیدا کر دی ہے، بلکہ انسانی قلب و روح، عقل و دماغ کو بھی ہلا ڈالا ہے۔ جنگ کرنے والے جنگ میں مصروف ہیں، اور دنیا کے مفکروں اور فلاسفروں کے دل و دماغ حیران و پریشان ہو کر اس ٹوہ میں لگ گئے ہیں کہ دنیا کو یہ کیا ہو گیا ہے؟ گویا قرآن پاک کے یہ الفاظ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا وَ قَالَ الْاِنْسَانُ مَالَهَا اپنے ظاہری معنوں کے لحاظ سے پورے ہو گئے۔ معنی ان الفاظ کے یہ ہیں کہ:-

"جب زمین اچھی طرح ہلائی جائیگی، اور وہ اپنے اندر کی تمام بھاری چیزوں کو باہر پھینک دیگی تو اس وقت انسان بے قرار ہو کر کہنے لگے گا، کہ یہ کیا ہو گیا ہے؟"

اس دورانِ جنگ میں ہندوستان اور یورپ دونوں جگہ اسی قسم کے سوالات ہونے لگے ہیں۔ ہر شخص کے دل میں بار بار یہ سوالات اٹھتے ہیں، کہ دُنیا کو یہ کیا ہو گیا ہے؟ ایسی مہذب اور متمدن اقوام جنہوں نے علوم و سائنس کے ذریعہ سے دُنیا میں چار چاند لگا دیئے ہیں، یہ کس قسم کی وحشت و بربریت کا مظاہرہ کر رہی ہیں، جو دنیا کو تباہ و برباد کر کے ہی چھوڑے گا۔ اگر وقت نے اجازت دی، اور اپنے سلسلہ تقریر میں مجھے موقع مل سکا، تو میں آخر میں آپ کو دنیا کے بعض مفکرین کے خیالات سے بھی کسی قدر آگاہ کر دونگا۔ فی الحال بلحاظ اپنے عنوانِ تقریر کے مجھے پہلے یہ بیان کرنے دیجئے کہ "انسانیت" کیا چیز ہے؟

موجودہ ہنگامہ آرائیوں کی وجہ سے خود انسان اپنی انسانیت سے اس درجہ متنفر اور بیزار ہو گیا ہے کہ بعض لوگوں نے تو یہاں تک کہدیا، اگر "انسانیت" یہی ہے، جس کا ظہور ساری دنیا میں ہو رہا ہے، تو مہذب اور شائستہ لوگوں کو آئندہ افزائش نسل انسانی سے باز رہنا چاہیئے۔ اگر فی الحقیقت "انسانیت" یہی ہے جس کا ظہور یورپ میں ہو رہا ہے، تو اس سے تو حیوانیت ہی اچھی جو دنیا کی تباہی میں کوئی حصہ نہیں لیتی۔ یہ تو انسانوں کے خیالات و افکار ہیں، جن کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ ان کے دل و دماغ کو موجودہ ہولناک جنگ نے الٹ دیا ہے۔ لیکن میں آپ کو بے گناہ، مطمئن، غیر فانی مخلوق کے خیالات بھی سُنا سکتا ہوں جس نے انسانی پیدائش کی ابتداء ہی میں مخالفت کی تھی۔

قرآنِ پاک میں بھی اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، کہ جب فرشتوں کو بارگاہِ الٰہی سے ارادۂ الٰہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی ان کے دلوں سے مٹا دیا ہو، کہ وہ گھروں سے باہر نکل کر جو جنگیں کر رہے ہیں، وہ اپنی قوم یا اپنے ملک کے لئے کر رہے ہیں- دنیا کی تاریخ میں عربوں کی ترقی اپنی قسم کی صرف ایک ہی مثال ہے، جو انہوں نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں حاصل کی، اور یہی وہ قائد ہے جو کہتا ہے کہ میرا اور میرے صحابہ کا ظہور، میرا اور میرے خلفاء کا غلبہ، میری اور میرے ماننے والوں کی کامیابی خدا کی قدرت کا کرشمہ ہے۔

میرا خیال ہے کہ جماعت احمدیہ کو تو ابھی تک یہ سائنٹیفک مورخ حقیر سمجھتے ہیں- چنانچہ ایک ایسے ہی مورخ نے اپنی کتاب میں جو ابھی شائع نہیں ہوئی، لکھا ہے، کہ جماعت احمدیہ کی کوئی اہمیت نہیں پادریوں نے یونہی شور مچا رکھا ہے- اب جماعت کی ظاہری حالت تو یہ ہے لیکن کل کو جب جماعت خدا کے فضل سے دنیا پر چھا جائے گی تو یہی مورخ کہیں گے، کہ یہ جماعت کیوں ترقی نہ کرتی، اسے بڑے زبردست قائد ملے تھے اور اسکے بانی کے دوسرے خلیفہ کی تو چھوٹی عمر میں ہی ایسی زبردست استعدادیں تھیں، کہ وہ جماعت کو دنیا میں پھیلائے بغیر چین ہی نہ لے سکتا تھا- یا ممکن ہے اسی طرح کی کوئی اور بات بنالیں- اور اس میں کیا شک ہے کہ جب خدا کوئی بڑا کام کرنا چاہتا ہے، تو اس کے لئے آدمی بھی بڑی لیاقتوں والے چنتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ وہ بڑی لیاقتوں والی ہستیاں اور لیڈر جن کی ذاتی لیاقتوں کی طرف انبیاء کی جماعتوں کی ساری کامیابی منسوب کی جاتی ہے، خود کیا کہتے اور کیا سمجھتے ہیں- یہ ناممکن ہے، کہ ایک انقلاب ہو تو بعض لوگوں کی لیاقت کا نتیجہ، لیکن ان کو اس کا احساس تک نہ ہو- تحریک احمدیت شروع سے بے سروسامانی کی حالت میں چلی آتی ہے اور اسے ہر چوتھے پانچویں سال ایسے مخالف حالات کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے، کہ دشمن سمجھنے لگتا ہے کہ پہلے نہیں تو اب یہ ضرور تباہ ہو جائیں گے، لیکن خدا تعالیٰ ہمیشہ اپنے اس سلسلہ کی حفاظت کرتا رہا ہے اور اس کے دشمنوں کی پیش قیاسیوں کو جھٹلاتا رہا ہے- ابھی چند سال کی بات ہے، جب جماعت میں شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری وغیرہ کا اندرونی فتنہ اٹھا، تو لاہور کے اخبار "لائٹ" نے لکھا تھا، کہ کسے پتہ تھا جس تحریک کو اس کے بانی نے اتنی امیدوں کے ساتھ شروع کیا تھا، وہ اتنی جلدی تباہ ہو جائے گی- مضمون نگار نے اس موقعہ پر انگریزی لفظ کریش (Crash) استعمال کیا تھا، جس کے معنے کلیۃً تباہی کے ہیں- جس جماعت کی کمزوری اور بے سروسامانی کا یہ حال ہو، کہ ہر مرحلے پر دشمن کو یہ محسوس ہو، کہ گویا یہ تباہ ہو گئی ہے، اسکی ترقی کے متعلق اگر کل کو طبعی توجیہات ہونے لگیں، تو یہ کتنے ظلم کی بات ہوگی- پس جماعت احمدیہ شروع سے بے سروسامان رہی ہے- اور اب تک بے سامان ہے- اور جبتک وہ خدا کی قدرتوں کا مرجع بنی رہیگی، وہ دشمن کے مقابلہ میں بے سامان ہی رہیگی- اور اسی بے سامانی کی حالت میں اس کی ترقی خدا کی بے انتہا قدرتوں کو ظاہر کرتی رہے گی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن موافق تنزیل

لکھنؤ کے اخبار "حقیقت" مؤرخہ یکم و ۴ر دسمبر ۱۹۴۲ء کے دو تراشے ہمیں موصول ہوئے ہیں، جنمیں وہاں کی انجمن نظام القرّاء کے آنریری جنرل سیکرٹری جناب قاری سید اظہار حسین صاحب کا ایک مقالہ ذیل عنوان "قرآن موافق تنزیل" شائع ہوا ہے۔ اس مقالہ کے لکھنے کی ضرورت جیسا کہ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے، یہ پیش آئی، کہ والی ریاست محمود آباد (نزد لکھنؤ) نے اپنے ہاں "قرأت دورہ قرآنمجید موافق تنزیل" کا اہتمام فرمایا ہے، اور اسکا اعلان انکی طرف سے قبل از وقت اخبارات میں بھی ہو جاتا ہے، کہ "کل موافق تنزیل فلاں فلاں سوروں کی تلاوت ہوگی"۔ بعض اصحاب نے اخبار "حقیقت" میں راجہ صاحب کی اس "عجیب تلاوت" پر نکتہ چینی کی، اور دریافت کیا، کہ اس "قرأت دورہ قرآن مجید موافق تنزل کے کیا معنے ہیں"؟ معلوم ہوتا ہے، کہ اور حلقوں میں بھی راجہ صاحب کے اس عمل اور اعلان پر چہ میگوئیاں ہوتی ہیں۔ ان سب کے جواب میں قاری صاحب موصوف نے راجہ صاحب کے عمل وفعل کو صحیح و درست ثابت کرنے کے لئے یہ مضمون لکھا ہے۔

گو شیعوں کے بعض فرقے قرآن مجید میں کمی و زیادتی اور تحریف و تغیر کے قائل ہیں، مگر ان کا محقق اور اہل علم طبقہ قرآن مجید کی حفاظت کا قائل ہے، اور یقین رکھتا ہے، کہ جو قرآن مجید آج مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے، یہ بعینہٖ بلا کم و کاست اور بغیر تغیر و تبدل وہی قرآن ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور حضور کے زمانہ میں رائج تھا۔ قاری سید اظہار حسین صاحب ان دونوں گروہوں میں سے کس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں؟ ان کے مضمون سے اسکی وضاحت نہیں ہوتی۔ اس مضمون میں انہوں نے صرف یہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے، کہ مروّج قرآنمجید میں سورتوں کی ترتیب وہ نہیں ہے، جو ان کے نزول کی ترتیب تھی، اس لیئے راجہ صاحب محمود آباد کا یہ عمل کہ وہ قرآنمجید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی تلاوت سورتوں کی ترتیب نزول کے مطابق کرتے ہیں، جائز ہے۔ اسی بحث کے دوران میں آپ نے جامعین قرآن کو موردِ الزام ٹھیرایا ہے، کہ انہوں نے قرآمجید کی ترتیب نزولی کو نظر انداز کر دیا، اور پھر حضرت علی رضؓ کی فضیلت بیان کی ہے، کہ صرف انہی کا مصحف ترتیب نزولی کے مطابق تھا۔ اور اسی سلسلہ میں ترتیب نزولی کے مطابق قرآمجید کو جمع کرنے کے فوائد بھی بیان کئے ہیں۔

قاری صاحب کا یہ دعوٰی تو بلاشبہ درست ہے، کہ مروّج قرآن مجید میں سورتوں کی وہ ترتیب نہیں جو انکے نزول کی تھی، مگر انہوں نے اس وجہ سے جامعین قرآن بالخصوص حضرت عثمان رضؓ پر قرآنی ترتیب کو الٹ پلٹ کر دینے کا جو الزام لگایا ہے، وہ سراسر ناواجب اور غلط ہے۔ اس لئے کہ قرآن مجید کی موجودہ ترتیب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی ہے۔ اور یہ ترتیب حضورؐ نے خدا کی وحی کے مطابق دی تھی۔ حضرت عثمان رضؓ یا کسی اور شخص کا اسمیں کوئی دخل نہیں تھا۔

قرآن مجید کو جمع کرنے کا کام اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ[1] اور پھر اس کی ہر قسم کی حفاظت کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ[2] ان واضح ارشاداتِ الٰہی کی موجودگی میں کسی مسلمان ہونے کے مدعی کا یہ کہنا کہ قرآن مجید صحیح طریق پر جمع نہیں ہوا نہایت تعجب انگیز ہے۔ جب اس کے جمع کرنے کا کام (جسمیں ترتیب بھی شامل ہے، کیونکہ جمع بغیر ترتیب کے نہیں ہو سکتا) خدا نے اپنے ذمہ لیا، تو اسمیں غلطی کیونکر راہ پا سکتی تھی۔ پس یا تو یہ ماننا پڑے گا، کہ قرآن مجید کی موجودہ ترتیب خدائی منشاء اور حکم کے مطابق ہوئی ہے، اور یا یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ خدا نے قرآن مجید کی حفاظت اور اس کو خود جمع کرنے کا جو وعدہ کیا تھا، وہ نعوذ باللہ غلط نکلا۔ اور یا پھر تیسری صورت یہ ہو سکتی ہے، کہ مذکورہ بالا آیات کے خدائی کلام ہونے ہی سے انکار کر دیا جائے، اور کہدیا جاے، کہ یہ آیات جامعین قرآن نے اپنی ترتیب کو صحیح ثابت کرنے کے لئے قرآن مجید میں داخل اور درج کر دی ہیں۔ حقیقۃً یہ خدا کا کلام نہیں۔ والعیاذ باللہ۔

---

[1] اسے جمع کرنا اور دنیا میں پھیلانا ہمارا کام ہے۔ (سورہ قیامہ)

[2] یقیناً ہم نے اس نصیحت کو اتارا ہے، اور ہم ہی اسکی حفاظت کریں گے۔ (سورہ حجر۔ ع ۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس یہ قرآن مجید سے اندرونی شہادت ہے اس امر پر کہ اس کی موجودہ ترتیب بالکل صحیح ہے۔ اور جب یہ صحیح ہے، تو اس کے خلاف کسی اور ترتیب سے قرآن مجید کی تلاوت کرنا کیونکر جائز اور درست ہو سکتا ہے۔

قاری صاحب فرماتے ہیں کہ:-

"ترتیب نزول کے اعتبار سے اگر کوئی قرآن جمع ہوتا، تو اس کی افادیت، اور زیادہ عام ہوجاتی، کیونکہ تاریخ دان حضرات جانتے ہیں، کہ اگر انکو مرتب واقعات ملجائیں، تو نتیجہ جلد اور یقینی نکلتا ہے۔ لیکن اگر واقعات الٹ پلٹ کر بیان کئے جائیں، تو ترتیب تاریخ اور نتیجہ برآمد کرنے میں بڑی دشواریاں پیش آتی ہیں۔ یہی حال قرآن مجید کا ہے۔ اگر موافق تنزیل جمع ہوجاتا، تو آج اسلام میں نہ اتنا اختلاف ہوتا، اور نہ متعدد گروہ ہوتے۔ یہی وہ بڑا فائدہ ہے، جس کو پیش نظر رکھتے ہوئے جامعین قرآن میں صرف حضرت علیؓ ایسے نظر آتے ہیں، جنہوں نے موافق تنزیل قرآن مجید جمع فرمایا"

اس کے متعلق پہلی گذارش تو یہ ہے، کہ یہ اعتراض کسی انسان پر نہیں، بلکہ خدا تعالیٰ پر پڑتا ہے، کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم نہ دیا، کہ حضور ترتیب نزول کے مطابق قرآن مجید کی ترتیب دیتے، اور دوسری یہ کہ اگر قرآن مجید اس ترتیب کے مطابق جمع کیا جاتا، جس ترتیب سے اترا تھا، تو پھر صرف سورتوں ہی کی ترتیب نزول کیوں مدنظر رکھی جائے۔ آیتوں کی ترتیب نزول بھی کیوں مدنظر نہ رکھی جائے؟ یعنی اس کی کیا وجہ ہے، کہ قاری صاحب سورتوں کے موافق تنزیل جمع ہونے پر تو بڑا زور دیتے ہیں، مگر آیتوں کے موافق تنزیل جمع ہونے کو اتنی اہمیت نہیں دیتے۔ حالانکہ جو افادیت انہوں نے سورتوں کے موافق تنزیل جمع ہونے کی صورت میں بیان کی ہے، وہ آیتوں کے موافق تنزیل جمع ہونے کی صورت میں اور زیادہ عام ہوجاتی۔ اور اس اصل کے مطابق تلاوت بھی موافق تنزیل سُوَر نہیں، بلکہ مطابق تنزیل آیات ہونی چاہیئے۔

قاری صاحب نے اسلام میں اختلافات اور متعدد گروہوں کے وجود کو صرف اس ایک بات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا نتیجہ قرار دیا ہے، کہ قرآن مجید سورتوں کی نزولی ترتیب کے مطابق جمع نہیں ہوا۔ اس کا مطلب یہ ہے، کہ اب جو راجہ صاحب محمود آباد "تلاوت دورہ قرآن مجید موافق تنزیل" کا اہتمام فرما رہے ہیں، اس کے نتیجہ میں یہ اختلافات مٹ جائیں گے۔ یقیناً ہر بہی خواہ ملت کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی بات خوشی اور مسرت کا موجب نہیں ہو سکتی، کہ مسلمانوں کے اختلافات مٹ جائیں۔ مگر فی الحال تو اس عمل سے اختلافات اور زیادہ بڑھتے نظر آرہے ہیں۔ چنانچہ اس کی بدولت اخبارات میں شیعہ و سنی اختلافی مسائل کی بحث ناخوشگوار طریق پر چھڑ گئی ہے، اور راجہ صاحب کی اس "عجیب تلاوت" کے خلاف "حقیقت" میں جو مضامین شائع ہوئے ہیں، ان میں سے ایک کی نسبت تو قاری صاحب نے بھی لکھا ہے، کہ وہ "نہایت دل آزار" تھا۔ اور قاری صاحب نے خود بھی اپنے مضمون میں اس "عجیب تلاوت" کے مخالفین پر "شرم! شرم!!" کے نعرے بلند کئے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے، قاری صاحب سورتوں کی ترتیب نزول کے مطابق قرآن مجید کے جمع ہونے کی ضرورت پر مضمون لکھتے ہوئے اس بات کو بھول گئے، کہ قرآن مجید کی ترتیب موافق نزول کے لئے صرف یہی کافی نہیں، کہ فلاں سورۃ مکی ہے، اور فلاں مدنی، کیونکہ قرآن مجید کی بعض سورتیں ایسی بھی ہیں، جن کا نزول مکہ میں شروع ہوا، اور مدینہ میں جا کر ختم ہوا۔ علاوہ ازیں ایک ہی وقت میں قرآن مجید کی مختلف سورتیں نازل ہوتی رہی ہیں۔ مثلاً اگر آج سورۃ بقرہ کی چند آیات نازل ہوئی تھیں، تو کل کسی دوسری سورت کی چند آیات نازل ہو جاتی تھیں۔ اور پرسوں پھر سورہ بقرہ کی چند آیات اُتر آتی تھیں۔ جب کوئی آیت نازل ہوتی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کاتب وحی کو بلوا کر اس کو اس کی متعلقہ سورہ میں مناسب مقام پر لکھنے کے لئے ارشاد فرما دیتے تھے۔ بس جب ایک ہی وقت میں کئی سورتیں نازل ہوتی تھیں، تو یہ کہنا کہ فلاں سورۃ مقدم ہے اور فلاں مؤخر کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ اور جب یہ اصول غلط ہو گیا، تو سورتوں کو ترتیب نزول کے لحاظ سے رکھنا بھی غیر معقول ثابت ہو گیا۔

جیسا کہ قاری صاحب نے لکھا ہے، ترتیب نزول کے لحاظ سے سورتوں کو مقدم و مؤخر رکھنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی یہی دلیل ہو سکتی ہے، کہ جو سورۃ پہلے نازل ہوئی اُسے پہلے پڑھنے سے اور جو بعد میں نازل ہوئی، اسے بعد میں پڑھنے سے آیات کے معنے زیادہ اچھی طرح کھل سکتے ہیں۔ لیکن اگر ایک سورۃ کو دوسری سے مقدم کیا ہی نہ جا سکے، بلکہ دونوں کا نزول اس طریق پر ہو رہا ہو کہ کبھی ایک کی آیت اترتی ہو اور کبھی دوسری کی، تو پھر جو ترتیب بھی سورتوں کے نزول کے لحاظ سے رکھی جائے گی، وہ آیتوں کے نزول کے اعتبار سے غلط ہوگی۔ اور سورتوں کو زمانۂ نزول کے مطابق آگے پیچھے رکھنے سے جو فائدہ بیان کیا جاتا ہے وہ نہیں نکلیگا۔ کیونکہ جب ہم ایک سورۃ اس خیال سے پڑھ رہے ہوں گے، کہ یہ پہلے نازل ہوئی ہے، اس کا مفہوم ہمارے ذہن میں پہلے آنا چاہیئے اور ہم اسی طریقہ سے اس کے بعد والی سورت کے مفہوم کو اچھی طرح سمجھ سکیں گے، تو ہم ایک خطرناک ذہنی غلطی میں مبتلا ہوں گے۔ کیونکہ اس پہلے پڑھی جانے والی سورت کی کئی آیتیں ایسی ہونگی جو بعد میں پڑھی جانے والی سورت کی آیتوں سے مؤخر ہوں گی۔ اسی طرح بعد میں پڑھی جانیوالی سورت کی کئی آیات پہلے پڑھی جانے والی سورت کی کئی آیات سے مقدم ہونگی۔

ماسوا اس کے ترتیبِ نزول کا فیصلہ کرنے سے قبل ہمیں یہ اصل بھی طے کرنا پڑے گا، کہ نزول کے لحاظ سے ہم جسے مقدم قرار دیتے ہیں، اسے اس لئے مقدم قرار دیتے ہیں، کہ اس کے نزول کی ابتدار پہلے ہوئی، یا اس لئے کہ اسکا آخری حصہ دوسری سورۃ کا نزول شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہو چکا تھا؟ اگر ابتدار نزول کے لحاظ سے مقدم قرار دیتے ہیں، تو پھر بھی ترتیب قائم نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ اگرچہ اسکا ابتدائی حصہ تو دوسری سورت کے ابتدائی حصہ سے قبل نازل ہوا تھا، لیکن اس کا آخری حصہ دوسری سورت کے آخری حصہ کے بعد نازل ہوا پس بعد میں آنے والی سورت اس کے بعد میں نہیں کہلا سکتی، بلکہ اسکا درمیانی حصہ کہلائے گی۔ اور اگر ہم خاتمہ کے لحاظ سے مقدم و مؤخر کی ترتیب قرار دیں، تو ہو سکتا ہے، کہ ایک سورۃ کا آخری حصہ دوسری سورۃ کے آخری حصہ سے پہلے یا بعد میں نازل ہوا ہو، لیکن اس کا ابتدائی حصہ اس کے برعکس ہو۔ پھر ہم کونسے اصل اور قانون کے ماتحت ایک کو مقدم اور دوسری کو مؤخر قرار دے سکتے ہیں؟ مثال کے طور پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سورہ بقرہ کو لے لیجئے۔ یہ پہلی سورۃ ہے، جو مدینہ میں نازل ہونی شروع ہوئی، (اتقان صفحہ ۲۱) مگر اس کی وہ آیات جو سود کی حرمت کے متعلق ہیں، ان کے بارہ میں شیعہ و سُنی روایات کا اتفاق ہے، کہ یہ قرآن مجید کی آخری آیات ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں۔ حضورؐ ان کے نزول بعد صرف چند یوم ہی زندہ رہے تھے۔ چنانچہ بخاری کتاب التفسیر باب وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللہِ میں آتا ہے۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْهُمَا اِنَّ اٰخِرَ اٰیَةٍ نَزَلَتْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اٰیَةُ الرِّبٰوا۔ یعنی حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے، کہ آخری آیت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری، وہ سُود کی آیت ہے۔ اور شیعوں کی معتبر تفسیر مجمع البیان صفحہ ۱۹۶ میں زیرآیت وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللہِ حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے لکھا ہے، هٰذِهٖ اٰخِرُ اٰیَةٍ نَزَلَتْ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَقَالَ جِبْرَئِیْلُ ضَعْهَا فِیْ رَأْسِ الثَّمَانِیْنَ وَالْمِائَتَیْنِ مِنَ الْبَقَرَةِ۔ یعنی یہ قرآن کی آخری آیت ہے، اور جبریل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، کہ اسے سورۃ بقرہ کی آیات میں ۲۸۱ ویں نمبر پر رکھیں۔ یہ روایت انہی الفاظ میں تفسیر نیشاپوری مصنفہ حسن بن محمدؒ قمیؒ کے صفحہ ۲۸۴ میں بھی آئی ہے۔

اِس سے معلوم ہوا کہ سورہ بقرہ کی ابتداءِ نزول اور انتہاءِ نزول کے درمیان نو دس سال کا لمبا زمانہ ہے۔ اور اس زمانہ میں کئی مدنی سورتیں مکمل ہو چکی تھیں۔ اب اگر ہر سورت کو ترتیبِ نزول کے مطابق رکھنا ہے، تو اسکی یہی صورت ہو سکتی ہے، کہ اِن سب سورتوں کا نام مٹا دیا جائے، اور وہ سب کی سب سورہ بقرہ میں آیاتِ حرمتِ سود سے پہلے شامل کر دی جائیں۔ لیکن اگر انکو الگ رکھنا ہے، تو سوال یہ ہے کہ پھر سورہ بقرہ کہاں رکھی جائے؟ پھر ایک اور سوال یہ ہے، کہ جو آیات بعض سورتوں میں بعد میں نازل ہوئیں اور وہ ان کے درمیان میں ہیں، وہ کہاں رکھی جائیں؟ مذکورہ بالا مشکل کا حل اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ تمام سورتوں کے الگ الگ نازل ہونے کا ثبوت پیش کر دیا جائے، اور ساتھ ہی یہ بھی کہ دو سورتیں ایک وقت میں کبھی نازل نہیں ہوئیں، جب ایک سورۃ ختم ہو جاتی تھی، تو پھر دوسری شروع ہوتی تھی۔ صرف یہ کہنا کافی نہیں ہو سکتا، کہ فلاں سورۃ مقدم ہے اور فلاں مؤخر۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ یہ ثابت کرنا پڑے گا، کہ فلاں سورۃ کی کل آیتیں فلاں سورۃ کی کل آیتوں سے پہلے نازل ہوئی تھیں۔ لیکن نہ شیعہ کتب سے اس امر کا کوئی ثبوت ملتا ہے نہ سُنی کتب سے، کہ ہر سورۃ مکمل نازل ہوتی تھی، اور جب وہ ختم ہو جاتی تھی تو پھر دوسری شروع ہوتی تھی۔ بلکہ اس کے برعکس یہ ثبوت ملتا ہے، کہ ایک ہی وقت میں کئی کئی سورتیں نازل ہوتی رہتی تھیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی الٰہی کے مطابق ہر آیت کو اس کی متعلقہ سورۃ میں رکھنے کا حکم دیتے تھے۔ جیسا کہ اس کی ایک مثال سورہ بقرہ کی آیاتِ سود کے بارہ میں اوپر گذر چکی ہے۔ شیعوں کی معتبر تفسیر نیشاپوری کے صفحہ ۹ میں لکھا ہے، اِنَّ الْقُرْاٰنَ کَانَ مَجْمُوْعًا عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَاِنَّہٗ مَآ اُنْزِلَتْ اٰیَۃٌ اِلَّا وَقَدْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَنْ کَانَ یَکْتُبُ لَہٗ اَنْ یَّضَعَھَا فِیْ مَوْضِعِ کَذَا مِنْ سُوْرَۃِ کَذَا وَلَا اُنْزِلَتْ سُوْرَۃٌ اِلَّا وَقَدْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَنْ یَّضَعَھَا بِجَنْبِ سُوْرَۃِ کَذَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِذَا نَزَلَتْ عَلَیْہِ سُوْرَۃٌ دَعَا بَعْضَ مَنْ یَّکْتُبُ فَقَالَ ضَعُوْا ھٰذِہِ السُّوْرَۃَ فِی الْمَوْضِعِ الَّذِیْ یَذْکُرُ فِیْہِ کَذَا وَکَذَا۔ یعنی قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جمع ہو چکا تھا۔ جب کوئی آیت اترتی حضورؐ کاتب کو بُلواتے اور اسے حکم دیتے کہ اسے فلاں سورۃ کے فلاں مقام پر رکھو۔ اور جب کوئی سورۃ اترتی تو حضورؐ حکم دیتے کہ اسے فلاں سورۃ کے پہلو میں رکھو۔ حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے، کہ جب حضورؐ پر کوئی سورۃ نازل ہوتی تو آپ کاتب کو بلوا کر اسے ہدایت فرماتے، کہ اس سورۃ کو فلاں جگہ رکھو۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے، کہ قرآن مجید کی سورتیں اور آیات متفرق طور پر اتری ہیں اور انکی ترتیب کا اہم کام خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں خدائی الہام کے مطابق انجام تک پہنچا ہے۔ اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ کیا جو قرآن مجید آج ہمارے ہاتھوں میں ہے، اور جو مصحفِ عثمانی کی نقل ہے، اسکی ترتیب بھی وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی، یا آپ کے بعد اس میں کچھ تبدیلی کر دی گئی۔ یہ بات باور کرنے کی کوئی وجہ نہیں، کہ حضرت عثمان رضؓ یا آپ کے مقرر کردہ جامعین قرآن نے قرآن مجید کی ترتیب میں تبدیلی کی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اُس وقت تک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صرف بارہ ہی سال گزرے تھے، اور ابھی ہزاروں صحابہ موجود تھے، جن کے سامنے قرآن مجید نازل ہونا شروع اور پھر ختم ہوا تھا، اور وہ ابتدا سے قرآنمجید نمازوں وغیرہ میں تلاوت کرتے چلے آرہے تھے، اگر کوئی تبدیلی اس وقت ہوتی، تو یہ ایسی بات نہ تھی کہ وہ اسے خاموشی سے برداشت کر لیتے۔ یہ لوگ قرآن مجید کی ترتیب میں تبدیلی دیکھ کر ضرور اس کے خلاف آواز بلند کرتے۔ پس تمام صحابہ رضؓ کا خاموش رہنا اور کسی کا بھی حضرت عثمان رضؓ پر قرآن مجید کی ترتیب میں تبدیلی کا اعتراض نہ کرنا ثابت کرتا ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنمجید کی جو ترتیب قائم فرمائی تھی، اُس میں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ترتیب میں سرِمُو فرق نہیں تھا۔ یہ ترتیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ترتیب کی نقل تھی۔ نہ صرف یہ کہ بلکہ معتبر روایات سے تو یہ بھی معلوم ہوتا ہے، کہ صحابہ رضؓ نے حضرت عثمان رضؓ کے اس فعل کو بہت سراہا۔ چنانچہ تفسیر نیشا پوری میں، جو شیعوں کی معتبر تفسیر ہے، لکھا ہے کہ صحابہ رضؓ نے کہا، اَحْسَنَ وَاللّٰہِ عُثْمَانُ اَحْسَنَ وَاللّٰہِ عُثْمَانُ۔ اللہ کی قسم عثمان رضؓ نے بہت اچھا کام کیا۔ اللہ کی قسم عثمان رضؓ نے بہت اچھا کیا۔ یہ عمومیت کے ساتھ صحابہ رضؓ کا فیصلہ ہے۔ اور حضرت علی رضؓ کے متعلق خصوصیت سے لکھا ہے، کہ انہوں نے فرمایا۔ لَوْ وُلِّیْتُ لَفَعَلْتُ فِی الْمَصَاحِفِ الَّتِیْ فَعَلَ عُثْمَانُ۔ یعنی اگر عثمان رضؓ کی جگہ میں ہوتا، تو مَیں بھی وہی کام کرتا جو عثمان رضؓ نے کیا ہے۔ (تفسیر نیشاپوری ص۹)

یہ تو حضرت علی رضؓ کا قول تھا، آئیے اب آپ کا عمل بھی دیکھیں۔ قاری اظہار حسین صاحب فرماتے ہیں، کہ حضرت علی رضؓ نے ترتیب نزولی کے مطابق قرآن مجید جمع فرمایا۔ اول تو یہ روایت نہایت کمزور ہے۔ لیکن اگر اسے صحیح بھی مان لیا جائے، تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا، کہ آنجناب اس قرآن کو رواج بھی دینا چاہتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ اس کا مطلب یہ ہے، کہ آپ نے علمی رنگ میں تاریخی ریسیرچ کے طور پر یعنی ترتیبِ نزولی کے لحاظ سے قرآنی وحی کی تاریخ محفوظ کرنے کے لئے یہ کام کیا تھا۔ اگر آپ کا منشاء اسے رائج کرنے کا ہوتا، تو آپ حضرت عثمان رضؓ کے مصحف کے بالمقابل اسے پیش کرتے، اور لوگوں کو اس کی تلاوت کرنے کی تلقین فرماتے اور ترغیب دیتے۔ مگر ہمیں اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بات کی کوئی شہادت نہیں ملتی کہ آپ نے کبھی ایسی کوشش کی ہو، نہ حضرت عثمان رضؓ کے زمانہ میں اور نہ اپنی خلافت کے عہد میں۔ اگر فرض کر لیا جائے، کہ حضرت عثمان رضؓ کی خلافت کے زمانہ میں آپ نے کسی مصلحت سے ایسا نہیں کیا تھا، تو اپنی خلافت کے زمانہ میں کون امر مانع تھا؟ کم از کم اپنے عہد خلافت ہی میں اپنا مرتب کیا ہوا قرآن مجید رائج کر دیتے، مگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔

قرآن مجید کی ترتیب میں تبدیلی کا معاملہ کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ بلکہ یہ ایک ایسا اہم معاملہ تھا، کہ اگر جہاد کے لئے کوئی اور وجہ نہ بھی ہوتی، تو اکیلا یہی معاملہ فرضیتِ جہاد کے لئے کافی تھا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں، کہ نہ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید کی نزولی ترتیب قائم کرنے کے لئے اپنے وقت میں جہاد کا اعلان کیا، اور نہ حضرت امام حسن علیہ السلام و حضرت امام حسین علیہ السلام اور دیگر ائمہ کرام اہل بیت نے۔ اسی طرح نہ حضرت علی رضؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں اپنا مرتب کیا ہوا قرآن مجید رائج کیا، اور نہ آپ کے بعد دیگر ائمہ اہل بیت نے۔ مصر میں سو سال تک بنو فاطمہ رضؓ کی حکومت قائم رہی، اور ایران میں سینکڑوں سال سے شیعہ فرمانروا حکومت کر رہے ہیں، لیکن انہوں نے ترتیب نزولی کے مطابق قرآن شریف رائج کیا، اور نہ انہوں نے چھپوا کر شائع کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ قاری سید اظہار حسین صاحب کی خیالی صحیح ترتیب کے مطابق قرآن مجید کا شائع ہونا خود شیعوں کے نزدیک بھی کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

کون نہیں جانتا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ سے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید سے شدید جنگیں کیں۔ مگر کیا کوئی شیعہ دوست بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے جنگ کی وجوہ میں ایک یہ وجہ بھی بیان کی ہو، کہ ہم قرآن مجید کی صحیح ترتیب کو قائم کرنے کے لئے لڑ رہے ہیں؟ کیا شیعہ صاحبان ہم سے یہ منوانا چاہتے ہیں، کہ حضرات ائمہ اہل بیت علیہم السلام کو حکومت حاصل کرنے کی خواہش قرآن مجید کی صحیح ترتیب قائم کرنے کی نسبت بھی زیادہ تھی؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی اطلاع ملی، کہ انسان پیدا کیا جانیوالا ہے، تو انہوں نے اپنے اُن معلومات سے کام لیکر جو اُن کو انسانی خلقت کی وضع و ترکیب اور کیمیاوی امتزاج کے متعلق حاصل تھے، بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ اے ہمارے مالک! ہم اطاعت شعاروں اور فرمانبرداروں کی موجودگی میں جو رات دن آپ کے احکام کی بجا آوری میں مصروف اور آپ کی بزرگی و پاکی کے وِرد میں مشغول رہتے ہیں، آپ ایسی مخلوق پیدا کرنے والے ہیں، جو آپ کی زمین پر فتنہ و فساد پھیلائیگی اور خون کی ندیاں بہائیگی۔ فرشتوں کے اس باادب معروضہ سے جو انہوں نے بارگاہِ خداوندی میں پیش کیا تھا، یہ ظاہر ہوتا ہے، کہ انسان کی خلقت و فطرت ہی میں قتل و غارت اور فتنہ و فساد کا مادہ رکھا گیا ہے، اور اس فطرت ہی کے ساتھ وہ پیدا کیا گیا ہے۔ تاریخ عالم اور موجودہ زمانہ کے واقعات سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے، کہ فرشتوں کی یہ پیش قیاسی غلط نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی فرشتوں کے معروضہ اور ان کے مبیّنہ وجوہ کی کوئی تردید نہیں فرمائی۔ صرف یہ فرمایا "نہیں جی! تم کو وہ بات معلوم نہیں جو ہم کو معلوم ہے" یعنی جن اغراض و مقاصد کے لئے انسان پیدا کیا جا رہا ہے، اُن کا تم کو علم نہیں، تم تو صرف اتنا ہی جانتے ہو کہ جس مادہ سے وہ پیدا کیا جا رہا ہے، اس کے کیا اثرات ہونگے۔ اس جواب سے یہ تو واضح ہوگیا کہ فرشتوں کا علم ناقص و نامکمل تھا، لیکن یہ ظاہر نہیں ہوتا، کہ انہوں نے جو کچھ کہا وہ غلط تھا۔ اور انسان فتنہ و فساد اور قتل و غارت نہیں کریگا۔ لیکن فرشتوں کا ناقص علم ایسا ہی تھا، جیسے کوئی ہوا، پانی اور آگ کی قوتوں اور خاصیّتوں کو دیکھکر کہدے کہ یہ ساری قوتیں دُنیا کو ایک پَل میں تباہ و برباد کردیں گی۔ بلاشُبہ طوفان، باد و باران اور سیلاب و آتشزدگی بڑی خطرناک چیزیں ہیں، اور ان سے جو ہلاکت و تباہی وقوع میں آتی ہے، اُس سے کوئی مفر نہیں۔ لیکن طوفان، باد و باران اور سیلاب و آتشزدگی کی وجہ سے ان عناصر کی قدر و قیمت کم نہیں ہوسکتی، جن پر انسانی زندگی کا دارومدار ہے۔ پس فرشتوں کا علم بھی اسی قسم کا تھا، جس کی بناء پر انہوں نے بارگاہِ ربّ العزّت میں خلقتِ انسانی کے ارادۂ الٰہی کی نسبت اپنا معروضہ پیش کیا تھا۔ اور اس علیم و خبیر خدا نے جس کے علم کی کوئی تھاہ نہیں پاسکتا۔ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ[1] کہکر فرشتوں کے معروضہ کو رَدّ کر دیا۔

[1] مَیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (بقرہ۔ رکوع ۴)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیونکہ اگر ان کے نزدیک قرآن مجید کی ترتیبِ نزولی کے قیام کی کچھ بھی اہمیت ہوتی، تو وہ یقیناً صرف اسی ایک چیز کو جنگ کرنے کی وجہ قرار دیتے۔ مگر انہوں نے کبھی یہ نہیں کہا، کہ ہم قرآن مجید کی ترتیبِ نزولی قائم کرنے کے لئے لڑ رہے ہیں۔

یہ سب امور اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں، کہ جو قرآن مجید آج مسلمانوں میں رائج ہے، اس کی صحتِ ترتیب پر ائمہ اہل بیت مطمئن تھے۔ اور ان میں سے کسی کی نسبت یہ ثابت نہیں، کہ وہ اس قرآن مجید کی ترتیب کے سوا کسی اور ترتیب کے موافق قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ بلکہ اصول کافی بابِ النوادر صفحہ ۳۵۴ میں ابی سلمہ کی روایت ہے، کہ ایک شخص ابو عبداللہ علیہ السلام کے سامنے قرآن مجید کی تلاوت ایسے طریق سے کرنے لگا، جو لوگوں میں رائج نہیں تھی، تو آپ نے اسے فرمایا۔ کُفَّ عَنْ هٰذِهِ الْقِرَاءَةِ اِقْرَأْ كَمَا يَقْرَءُ النَّاسُ ۔ یعنی اس طرح تلاوت نہ کرو، جیسے لوگ پڑھتے ہیں اسی طرح پڑھو۔ یہ حکم ایسا واضح ہے کہ اس کی موجودگی میں کسی کو یہ جرأت نہیں ہونی چاہیئے، کہ وہ عام رائج طریق کے علاوہ کسی اور طریق پر قرآن مجید کی تلاوت کرے۔

قاری سید اظہار حسین صاحب نے ترتیبِ نزولی کے مطابق قرآن مجید جمع کرنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ بیان کیا ہے، کہ اس طرح اس کی افادیت زیادہ عام ہو جاتی، اور نتائج جلد اور یقینی نکلتے۔ مگر ہم ان سے دریافت کرتے ہیں، کہ کیا آج تک کسی شیعہ مفسر نے قرآن مجید کی ترتیبِ نزولی کے لحاظ سے تفسیر لکھی ہے؟ اگر لکھی ہے تو ہمیں بتایا جائے، کہ اسمیں کون سے خاص حقائق و معارف بیان ہوئے ہیں، جن کا انکشاف ان مفسرین پر ترتیبِ نزولی کو مدنظر رکھنے کی وجہ سے ہوا ہے۔ جہانتک ہمیں شیعہ مفسرین کی تفسیریں دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے، وہ اسی مروّج ترتیب کے مطابق تفسیر لکھتے چلے آئے ہیں۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ تلاوت کے معاملہ میں یہ صورت اختیار کرنے اور اسے رواج دینے کی کیا ضرورت ہے۔

اس مضمون کے تمام پہلوؤں پر مفصل روشنی ڈالنے کی یہاں گنجائش نہیں۔ لیکن ہماری یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بحث بالکل نامکمل رہے گی، اگر ہم ایک اَور ضروری بات پر جس کا اس بحث سے گہرا تعلق ہے، روشنی نہ ڈالیں۔ اور وہ یہ کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ قرآن مجید کی ترتیب نزولی سے ترتیب جمع مختلف ہے۔ یعنی اس بات کو تسلیم کر کے کہ قرآن مجید کی موجودہ ترتیب ہی صحیح ہے، اور یہ ترتیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی دی ہوئی ہے، یہ سوال پھر بھی قابل حل رہ جاتا ہے، کہ ایسا کیوں کیا گیا؟ اس میں کیا حکمت ہے؟ یہ ایک بہت گہرا اور روحانی و علمی مسئلہ ہے۔ اور اس پر وہی شخص قلم اٹھا سکتا ہے، جسے قرآنی علوم پر پورا عبور حاصل ہو۔ سو الحمدللہ کہ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جنہیں اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ظاہری و باطنی علوم سے بہرہ کامل عطا فرمایا ہے، اپنی تفسیر کبیر میں متعدد مقامات پر اس پر بحث فرمائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے، کہ قرآن مجید کی موجودہ ترتیب ہی ابلغ و احکم ہے، اور اس کے سوا اَور کوئی ترتیب موزون نہ تھی۔ ذیل میں ہم اس کے ایک مقام کی عبارت درج کرتے ہیں۔ اسمیں اصولی طور پر مذکورہ بالا سوال کا جواب موجود ہے۔ ذیل عنوان "سورتوں کی ترتیب" فرماتے ہیں:۔

"یہ سورۃ (بقرہ) قرآن کریم کی تفصیلی سورتوں میں سے پہلی سورۃ ہے، لیکن نزول کے لحاظ سے یہ سورۃ کلام الٰہی کے نزول کے چودھویں سال میں جا کر نازل ہوئی شروع ہوئی، اور کئی سال تک نازل ہوتی رہی۔ بالآخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے کچھ ہی عرصہ پہلے مکمل ہوئی۔ سوال یہ ہے، کہ ایسا کیوں ہوا؟ کیوں نہ قرآن کریم کو اسی ترتیب سے جمع کیا گیا جس ترتیب سے کہ قرآن کریم نازل ہوا تھا؟ بعض دشمنانِ اسلام اور بعض مسلمانوں تک نے اس سوال کا یہ جواب دیا ہے، کہ سورتوں کی لمبائی چھوٹائی کے لحاظ سے قرآن کریم کو جمع کر دیا گیا ہے، اور کسی معنوی ترتیب کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔ یہ دعویٰ ایک نہایت لغو اور حقیقت سے دور دعویٰ ہے۔ کیونکہ (۱) قرآن کریم کی سورتوں کی موجودہ ترتیب خود اس دعویٰ کو باطل کرتی ہے۔ پہلی سورۃ فاتحہ ہے جو نہایت چھوٹی اور سات آیتوں کی سورت ہے۔ دوسری بقرہ نہایت لمبی ہے۔ تیسری آل عمران ہے، جس کے بیس رکوع ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن چوتھی نساء کے چوبیس رکوع ہیں۔ اسی طرح اگلی سورتوں میں بھی کئی جگہ فرق ہے۔ پس یہ کہنا کہ لمبائی کے مطابق سورتوں کو آگے پیچھے رکھدیا گیا ہے، درست نہیں (۲) قرآن کریم کا جمع کرنا کسی بندہ کا فعل نہیں، بلکہ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی فعل نہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ (القیامۃ ع ۱) یعنی قرآن کریم کا جمع کرنا اور اس کا دنیا میں پھیلانا یہ دونوں کام مَیں خود کروں گا۔ اور میرے خاص حکم اور نگرانی سے یہ کام ہوں گے۔ پس ایک مسلمان کے نزدیک تو یہ انسانی کام ہو ہی نہیں سکتا۔ اور غیر مسلموں کے لئے وہ جواب ہے، جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔ (۳) تیسرا جواب یہ ہے، کہ سب سورتوں کے مضامین میں ترتیب موجود ہے۔ اگر صرف لمبائی اور اختصار پر انہیں آگے پیچھے رکھا گیا تھا، تو پھر سورتوں کے مضامین میں جوڑ اور اتصال کیونکر پیدا ہو گیا، جیسا کہ آگے چلکر تفسیر میں انشاء اللہ ثابت کیا جائے گا۔ اور جس کا علم ہر سورۃ کے شروع اور آخر کے نوٹوں کو پڑھنے سے اس تفسیر کا مطالعہ کرنیوالوں کو ہو جائیگا۔

پس عیاں راچہ بیاں۔

بیشک یہ سوال کیا جا سکتا ہے، کہ اگر موجودہ ترتیب خدا تعالیٰ کے منشاء کے مطابق ہے، تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو کیوں نہ اسی ترتیب میں اتارا جو اِس وقت موجود ہے؟ اس کا جواب یہ ہے، کہ کلامِ حکیم کے لئے یہ امر لازمی ہے، کہ اس کے اترنے کی ترتیب اور اس کے جمع کرنے کی ترتیب الگ الگ ہو۔ جب کوئی ایسا نبی دنیا میں آئے، جو نئی شریعت لانیوالا ہو، اور جس نے عقاید اور اعمال کے متعلق ایک مکمل ہدایت نامہ دنیا کو دینا ہو، تو اس کے لئے ضروری ہے، کہ ترتیب نزول کے لحاظ سے اس کے الہام کا ابتدائی حصہ ترتیب تدوین کے لحاظ سے ابتدائی نہ ہو۔ کیونکہ جن باتوں کی ابتدائی دعویٰ کے وقت جبکہ لوگ اس نئے دین سے بالکل ناواقف ہوں گے، سب سے پہلے پیش کرنے کی ضرورت ہوگی، ان باتوں کو اسوقت سب سے پہلے پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی، جبکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگ اس کے کلام سے ایک حد تک واقف ہو چکے ہوں گے۔ پس اسی حکمت کے مطابق قرآن کریم کے نزول کی ترتیب اَور ہے، اور اس کے جمع کرنے کی ترتیب اَور۔ چنانچہ سورتوں کے نزول کا سوال آیتوں کے نزول کی کیفیت سے حل ہو جاتا ہے۔ احادیث سے ثابت ہے، کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم کی آیتیں نازل ہوتی تھیں، تو آپ کاتبوں کو بلوا کر حکم فرما دیتے تھے، کہ فلاں آیت کو فلاں جگہ پر رکھو، اور فلاں کو فلاں جگہ پر۔ (ابوداؤد، ترمذی، احمد بحوالہ مشکوٰۃ کتاب فضائل القرآن نیز فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۱۹ و ۲۰ و ۳۹) اگر صرف نزول کی ترتیب کافی ہوتی، تو جب کوئی آیت نازل ہوتی، اسے اس سے پہلے کی نازل شدہ آیتوں کے ساتھ رکھ دیا جاتا۔

سورہ بقرہ ہی کو دیکھ لو، اس کی ربا کی آیات قرآن کریم کے سب سے آخر میں نازل ہونے والے ٹکڑوں میں سے ایک ہیں۔ لیکن وہ سورہ بقرہ کے آخر میں نہیں رکھی گئیں۔ اسی طرح وَاتَّقُوْا یَوْمًا والی آیت جس کی نسبت احادیث میں آتا ہے، کہ حجۃ الوداع میں نازل ہوئی، سورۃ کے آخر میں نہیں رکھی گئی۔ پس معلوم ہوا کہ آیتیں جس ترتیب سے نازل ہوتی تھیں، اسی ترتیب سے انہیں سورتوں میں نہیں رکھا جاتا تھا، بلکہ مضمون کے لحاظ سے رکھا جاتا تھا۔ بعینہٖ یہی صورت سورتوں کی ترتیب کی ہے۔ وہ بھی مضامین کے لحاظ سے جمع کی گئی ہیں، نہ کہ نزول کے وقت کے لحاظ سے۔

یاد رہے کہ سب سے پہلے جو سورۃ نازل ہوئی، یا یوں کہو کہ جس سورۃ کی بعض آیات نازل ہوئیں، وہ سورۃ العلق ہے۔ اس کی جو آیات سب سے پہلے نازل ہوئیں، یہ ہیں اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝ ان آیات میں تبلیغ کے شروع کرنے کا حکم ہے۔ اور بتایا گیا ہے، کہ تبلیغ کا حق انسان پر اس لئے ہے کہ اس کا ایک رب ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔ اور اس کے دل میں محبت اور تعلق کا مادہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیدا کیا ہے۔ نیز اس نے انسان کے اندر ترقی کی قوتیں رکھی ہیں، اور وہ اپنے بندے پر فضل کرکے اسے بڑھانا چاہتا ہے، اور اس غرض سے اس نے انسان کو تحریر و تصنیف کا مادہ عطا کیا ہے، تاکہ وہ اپنے علم سے خود ہی فائدہ نہ اٹھائے، بلکہ دوسروں تک بھی اسے پہنچائے اور آیندہ کے لئے بھی ان علوم کو محفوظ کردے۔ پھر فرماتا ہے، کہ علمی ترقی کا مادہ اور اسے دوسروں تک پہنچانے کی طاقت اس کے اندر رکھ کر اور علم کے محفوظ کرنے کا طریق بتانے کے بعد اس نے علم کی ترقی کے لئے ایسے سامان پیدا کئے ہیں، جو ہر زمانہ میں علم کی ترقی کا موجب ہوتے رہیں گے، اور انسان نئی سے نئی باتیں معلوم کرتا رہے گا، جو اس کے باپ دادوں کو معلوم نہیں تھیں۔

ان آیات میں قرآن کریم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ کی ضرورت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ یہ بتایا ہے، کہ زمین و آسمان کا ایک خالق ہے۔ یہ بتایا ہے، کہ انسان ہدایت کا محتاج ہے، اور اس کے اندر ہدایت پانے اور ترقی کرنے کی قوت پیدا کی گئی ہے، جس کے ابھارنے کے لئے یہ الہام نازل ہوا ہے۔ یہ سب باتیں وہ ہیں جو نبوت کا دعویٰ کرتے وقت سب سے مقدم ہیں۔ سب سے پہلا مخاطب انسان کا اپنا نفس ہوتا ہے۔ جبتک اس کا اپنا دل جوش اور اخلاص اور کام کی اہمیت اور ضرورت کے احساس سے پُر نہ ہو، وہ کبھی ایسے کاموں کے لئے آمادہ نہیں ہوسکتا جو اس کی جان اور آرام کی قربانی کا مطالبہ کرتے ہوں۔ چنانچہ سب سے پہلی قرآنی آیات میں اسی مضمون کو بیان کیا گیا ہے۔ صرف اسی سورۃ میں نہیں، بلکہ دوسری سورتیں جو ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی ہیں، ان میں بھی یہی مضمون ہے۔ مثلاً سورہ مدثر پہلی سورتوں میں سے ہے۔ اس کی ابتدائی آیات بھی اسی مضمون کی ہیں۔ فرماتا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۙ اے ماموریت کا خلعت پہننے والے! اٹھ اور لوگوں کو ہوشیار کر، اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر۔

سورہ مزمل بھی ابتدائی سورتوں میں سے ہے۔ اس کی ابتدا بھی اسی طرح کی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

يَاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا یعنی اے نبوت کی چادر اوڑھنے والے! راتوں کو جاگ کر عبادت کیا کر۔ نصف رات یا نصف سے کم یا نصف سے زیادہ عبادت میں گذار۔ اور قرآن کریم کو پڑھتا رہا کر۔ کیونکہ ہم تجھ پر ایک ایسی ذمہ واری نازل کرنے لگے ہیں جس کا اٹھانا آسان کام نہیں۔

اِن ابتدائی سورتوں کے مضامین سے ظاہر ہے، کہ ان میں اللہ تعالیٰ کی صفات، انسانی پیدائش کی غرض، عبادت کی ضرورت، دنیا میں شرارت اور گناہ کی ترقی وغیرہ کے مضامین بیان کرنے کے لئے علاوہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ پر آمادہ کرنے اور اس کے لئے آپ کے دل میں جوش پیدا کرنے پر خاص زور دیا گیا۔ گویا ان آیات میں محمد رسول اللہؐ کو نبوت کے عظیم الشان کام کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ یہ ظاہر ہے، کہ بغیر اس تیاری کے نہ تو آپ اس کام کی اہمیت کو سمجھ سکتے تھے جو آپ کے سپرد ہونے والا تھا، اور نہ آپ اس کام کو عمدگی سے انجام دے سکتے تھے۔ پس ابتداء میں ایسے ہی کلام کی ضرورت تھی۔ اسی طرح اس مضمون کے بعد خدا تعالیٰ کی صفات، ضرورتِ نبوت، تقویٰ اور پاکیزگی کے مضامین، ضرورتِ دعا، قضاء و قدر، بعث بعد الموت وغیرہ مضامین کے متعلق تعلیمات کے بیان کرنے کی ضرورت تھی۔ کیونکہ اس وقت تک کوئی جماعت قائم نہ ہوئی تھی اور نہ دین مکمل ہُوا تھا۔ پس ضروری تھا کہ ابتدائی ضروری امور کو اختصار کے ساتھ لوگوں کے سامنے رکھدیا جائے، تا وہ اصولی باتیں جو اسلام اور دوسرے مذاہب میں فرق کرنے والی تھیں، لوگوں کے سامنے آجائیں۔

لیکن جب قرآن مکمل ہو گیا، جب مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی، جب انکے ساتھ رہنے سہنے کی وجہ سے بہت سے مضامین سے غیر مسلموں کو بھی واقفیت ہو گئی، اور مسلمانوں کی نسل بھی چل پڑی جس نے ابتدائی اور اصولی باتیں اپنے ماں باپ سے بچپن میں ہی سیکھ لیں، تو اب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن کریم پڑھنے والے کے لئے ایک اور ترتیب کی ضرورت پیش آئی. جو آیندہ زمانہ میں ہمیشہ کی ضرورتوں کو پورا کرے۔ اب اس مضمون کے ابتداء میں بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی، کہ اے محمدؐ رسول اللہ! تیری قوم کی حالت خراب ہے، اور گو ان میں قابلیت موجود ہے، مگر اس قابلیت سے وہ فائدہ نہیں اٹھا رہے، پس تُو اٹھ اور ان میں تبلیغ کر اور انہیں خدا تعالےٰ کی طرف بلا۔ اب تو قرآن کریم کے پہلے مخاطب وہ لوگ ہوں گے، جو اس پر ایمان رکھتے ہیں، اور جن کے زمانہ میں اسلام کو غلبہ حاصل ہو چکا ہے۔ اب اس مضمون سے قرآن کریم کا شروع ہونا ضروری ہے. جس میں مومنوں کو بتایا جائے، کہ قرآن کریم کے نزول کی غرض کیا ہے، اور مسلمان ہونے کے لحاظ سے ان پر کیا ذمہ داریاں ہیں۔ اسی طرح اس زمانہ میں غیر مسلم بھی قرآن کریم کو فلسفیانہ نگاہ سے دیکھنے کی کوشش کریں گے، اور یہ پوچھیں گے، کہ دوسرے مذاہب کی موجودگی میں اسلام کی کیا ضرورت ہے؟ ایک مسلمان کونسی ایسی غرض پوری کر رہا ہے جو پہلی اقوام کے لوگ نہیں کر سکتے تھے۔ اِسی طرح وہ پہلی کتب کی تعلیمات اور اسلام کی تعلیم کا تفصیلی مقابلہ کرکے دیکھنا چاہیں گے۔ نیز اس پر بحث کریں گے، کہ پہلے انبیاء نے جو خاتم النبیین کے بارہ میں پیشگوئیاں کی ہیں، اسلام اور بانی اسلام ان پیشگوئیوں کے مصداق ٹھیرتے ہیں یا نہیں۔

غرض قرآن کریم کی تکمیل کے بعد اس کی طرف توجہ کرنے کا طریقہ ماننے والوں اور نہ ماننے والوں دونوں ہی کے لئے مختلف ہو جاتا ہے۔ اور ایک کامل کتاب یہی اپنے کمال کو قائم رکھ سکتی ہے، جبکہ وہ ان تبدیل شدہ حالات کو مدنظر رکھے۔ اور قرآن کریم ہی ایک ایسی کتاب ہے، جس نے اس ضرورت کو پورا کیا ہے، نہ تورات، نہ انجیل اور نہ کسی اور کتاب میں یہ حکمت مدنظر رکھی گئی ہے، کہ ابتدا نزول میں پہلے مخاطبین کو مدنظر رکھ کر اَور طرح ترتیب ہو، اور مذہب کی اشاعت کے بعد اس وقت کے لوگوں کی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اور بعد میں آنے والے لوگوں کا خیال کرتے ہوئے کتاب کے مضامین کی ترتیب بدل دی گئی ہو، تا ان تبدیل شدہ حالات کے مطابق وہ مضامین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زیادہ سے زیادہ مؤثر ثابت ہوں پس قرآن کریم کی نزول کی ترتیب اور جمع کی ترتیب میں جو فرق ہے، یہ قابل اعتراض امر نہیں بلکہ قرآن کریم کی فضیلت اور برتری کی ایک علامت ہے۔

سورہ بقرہ میں جیسا کہ اس کی تفسیر کے پڑھنے سے ثابت ہوگا، فطرت انسانی کے پیدا کردہ ان طبعی سوالات کو حل کیا گیا ہے، جو فلسفیانہ طور پر ایک مکمل مذہب کے متعلق پیدا ہو سکتے ہیں، اور اس کا مضمون ہی بتاتا ہے کہ یہ سورۃ ابتداء میں رکھنے کے لئے نازل کی گئی تھی۔ بلکہ جیسا کہ بتایا جائے گا، سورۃ فاتحہ کے مضامین کا اس میں جواب دیا گیا ہے۔ اور اس کے مضامین سے اس کا خاص تعلق ہے، جو اس امر کا مزید ثبوت ہے کہ اسکو سب سے پہلے رکھنا اس کی لمبائی کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ سورۃ فاتحہ کے مضامین سے اس کے گہرے تعلق کیوجہ سے ہے۔"

اور ذیل عنوان "سورہ بقرہ کا تعلق سورہ فاتحہ سے" تحریر فرماتے ہیں :۔

"سورۃ فاتحہ کا تعلق تو کلام الٰہی کا خلاصہ ہونے کی وجہ سے سب ہی سورتوں سے ہے۔ لیکن سورہ بقرہ کو چونکہ اس کے معًا بعد رکھا گیا ہے، اس سورۃ کا تعلق سورہ فاتحہ سے یقیناً سب سے زیادہ ہے۔ چنانچہ اول تعلق اس کا اس سے یہ ہے، کہ جس طرح سورۃ فاتحہ خلاصہ ہے سارے قرآن کریم کا، اسی طرح یہ سورۃ بھی خلاصہ ہے سب قرآن کا۔ کیونکہ اس میں دلائل و براہین بھی بیان کئے گئے ہیں۔ شریعت بھی اور فلسفہ شریعت بھی، اور پاکیزگی اور طہارت کے گر بھی بیان کئے گئے ہیں۔ اور ابراہیمی دعا میں آخری موعود کی بعثت کا یہی مقصد بیان کیا گیا ہے۔

دوسرا تعلق سورۃ فاتحہ کا سورۃ بقرہ سے یہ ہے، کہ اس میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا بھی سکھائی گئی تھی۔ اور سورہ بقرہ کی ابتداء بھی آیت ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ سے ہوئی ہے۔ یعنی یہ سورۃ صراط مستقیم کیطرف لیجانے کے مقصد کو پورا کرتی ہے، اور فاتحہ کی دعا کی قبولیت کا ظاہری نشان ہے۔"

قرآن مجید کی سورتوں کے باہمی ربط کی یہ صرف ایک مثال ہے، جو ہم نے یہاں نقل کی ہے۔ باقی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سورتوں کا باہمی ربط، جیسا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تحریر فرمایا ہے، ہر سورۃ کی تفسیر کے شروع اور آخر کے نوٹوں میں بیان کیا گیا ہے۔ سو تفصیل کے لئے پوری کتاب کا مطبوعہ حصہ مطالعہ کرنا چاہیئے، جس میں سورہ یونس سے سورہ کہف تک کی تفسیر آگئی ہے۔ اور باقی حصہ زیر تالیف و طبع ہے، جو شائع ہو رہا ہے۔ ہم نے مذکورہ بالا اقتباسات اسی حصہ سے نقل کئے ہیں۔

قرآن مجید کی موجودہ ترتیب کی حکمت اور خوبیاں تو ہم نے اوپر بیان کر دی ہیں، کہ اس کے مضامین میں زبردست ربط ہے۔ اگر یہ ترتیب صحیح نہیں، تو یہ مضامین میں باہمی ربط کیسے پیدا ہو گیا؟ پس قرآن مجید جس ترتیب سے اب لکھا جاتا ہے، اسمیں معانی و مضامین کا تسلسل پایا جاتا ہے۔ یہ تسلسل بتاتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے منشاء اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے جو وحی الٰہی کے مطابق تھا، یہ ترتیب رکھی گئی تھی لیکن اگر یہ ترتیب صحیح نہیں، تو ہمارے شیعہ بھائیوں کو چاہیئے، کہ وہ ترتیب نزولی کے مطابق قرآن مجید کی ایک تفسیر لکھیں، جسمیں وہ یہ دکھائیں کہ ترتیب نزولی کے لحاظ سے قرآنمجید کے کونسے معارف زیادہ کھلتے ہیں، تا دنیا اسکی خوبیوں کی گرویدہ ہو کر انکی ترتیب قبول کر ... نہ صرف اتنا کہدینا کہ اگر ترتیب نزولی کے مطابق قرآنمجید جمع کیا جاتا، تو اسکی افادیت زیادہ عام ہو جاتی، کسی عقلمند کے لئے قابل التفات نہیں ہو سکتا۔ ہم شیعہ صاحبان سے درخواست کرتے ہیں، کہ وہ قرآنمجید کو غور سے پڑھیں۔ اگر وہ ایسا کریں گے، تو اُنہیں اُن تمام جھگڑوں سے نجات ملجائے گی، جنمیں وہ اب مبتلا ہیں۔ اور اسلام میں تفرقہ کے بجائے وہ اسلام کے استحکام کا موجب ہوں گے۔

بالآخر ہم یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں، کہ جیسا کہ قاری سید اظہار حسین صاحب نے لکھا ہے جناب راجہ صاحب محمود آباد مسلمانوں کے ایک بہت بڑے سیاسی لیڈر ہیں۔ اس لحاظ سے ہماری نگاہ میں انکی بڑی قدر و منزلت ہے۔ ان کا قرآنمجید کے دورہ اور تلاوت کا شغف بھی جس کا ذکر قاری صاحب موصوف نے کیا ہے، اس لحاظ سے باعث مسرت ہے، کہ اس گئے گذرے زمانہ میں بھی ایک مسلمان رئیس قرآنمجید سے محبت و اخلاص رکھتا ہے۔ لیکن ہماری اور ہم سمجھتے ہیں سب مسلمانوں کی خوشی میں بہت زیادہ اضافہ ہوتا اگر وہ سبیل المؤمنین کی اتباع کرتے، اور اسی طریق پر قرآن مجید کی تلاوت کرتے جس طریق پر عموماً

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمان کرتے ہیں۔ قرآن مجید کی موجودہ ترتیب کو چھوڑ کر کوئی اور ترتیب اختیار کرنا قرآن مجید کے متعلق مخالفینِ اسلام کو اعتراضات کا موقعہ مہیا کرنے کے علاوہ خود مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔ اور ناواقف تو قرآن مجید کے بارہ میں بہت سے شکوک و شبہات میں مبتلا ہو جائیں گے۔ پس ہمارے لئے ضروری تھا، کہ ہم جناب راجہ صاحب کے اس طرزِ تلاوت سے اختلاف رائے کا اظہار کریں۔ اور ہم نے جو کچھ لکھا ہے، نہایت دیانتداری سے لکھا ہے، اور جناب راجہ صاحب کی عزت و احترام کو پوری طرح ملحوظ رکھ کر لکھا ہے۔ ہمارے نزدیک ایسے اختلافی مسائل میں اگر افہام و تفہیم کی روح و جذبہ کے ساتھ کچھ لکھا جائے، تو وہ بہتر نتائج پیدا کر سکتا ہے۔ اس لئے ہم ان لوگوں کے فعل کو درست نہیں سمجھتے، جنہوں نے بقول قاری سید اظہار حسین صاحب جناب راجہ صاحب کے اس فعل کو انہیں "بدنام" کرنے اور انکی "ریاست میں اختلال" ڈالنے کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ خدا کرے ہماری یہ گذارشات کوئی مفید نتیجہ پیدا کرنیکا موجب ہوں، نہ اختلال و انتشار کا باعث۔ آمین۔

مولوی ثناء اللہ صاحب مردِ میدان بنیں!

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ہمارے اُس نوٹ کا جو ہم نے جنوری کے "ریویو" میں لکھا تھا۔ اہلحدیث مورخہ ۲۲ر جنوری میں جواب دیا ہے۔ مگر اسمیں پھر وہی ٹیڑھی باتیں کی ہیں، جو انکی فطرت کا خاصہ بن چکی ہیں۔ ہم نے شروع سے یہ التزام رکھا ہے، کہ انکی ہر بات کا مفصل جواب دیتے ہیں، مگر وہ ہر مرتبہ ہماری باتوں کو نظرانداز کر کے گذر جاتے ہیں۔ اس مرتبہ آپ نے ایک بڑی لمبی تمہید باندھی ہے، جس کا موضوع زیر بحث سے کچھ تعلق نہیں مثلاً یہ کہ مباحثۂ رامپور میں احمدی مناظر میری پیشگوئی کے مطابق بھاگ گئے تھے، اور صداقت حضرت مسیح موعودؑ پر مناظرہ کے لئے تیار نہ ہوئے تھے۔ مولوی صاحب سے کون پوچھے، کہ آج ۳۴ سال کے بعد اُس واقعہ کو اِس موقعہ پر ذکر کرنے سے کیا مطلب؟ آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قابل مصنف ہونے کی بحث سے اسکا تعلق کیا ہے؟ لیکن چونکہ آپکے پاس اصل موضوع پر لکھنے کے لئے کوئی معقول بات نہیں، اس لئے اگر غیر متعلق باتیں نہ لکھیں تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے پتہ چلتا ہے، کہ اگرچہ انسان فتنہ وفساد اور قتل وغارت تو کرے گا، لیکن صرف یہی انسانیت نہیں، بلکہ انسانیت کچھ اور چیز ہے جس کی خبر فرشتوں کو بھی نہیں۔ فرشتوں نے جن بہترین معلومات کے ساتھ انسانیت پر اعتراض کیا تھا، شاید ہمارے مفکرین جن کی نسبت مَیں اُوپر اشارہ کر چکا ہوں، اس حد علم تک پہونچے بغیر موجودہ ہولناک جنگ سے متاثر ہو کر "انسانیت" کی عزت وعظمت کی جانب سے بلا وجہ بدظن ہو رہے ہیں۔

قوسِ قزح میں سینکڑوں رنگ ہوتے ہیں۔ سرخ، سفید، زرد، سبز، سیاہ، بنفشی، عباسی، اور ان مفرد رنگوں سے مل کر بہت سے دوسرے مرکب رنگ پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک رنگ کو قوس قزح نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح "انسانیت" کے بہت سے پہلو اور مختلف جہات ہیں۔ کسی ایک جہت یا ایک پہلو سے اس پر کوئی رائے قائم نہیں کی جا سکتی۔ ہمارا ایک قومی شاعر کہتا ہے ؎ :-

آدمی، جانور، فرشتہ، خُدا ؛ آدمی کی ہیں سینکڑوں قسمیں

انسان کی فطرت کے ان عجائبات کو دیکھ کر ایک فارسی شاعر کہتا ہے :-

؎ آدمی زادہ طرفہ معجونیست ؛ از فرشتہ سرشتہ وز حیواں
گر کند میل ایں شود کم ازیں ؛ ور کند قصد آں شود بہ ازاں

پس "انسانیت" اور انسانی فطرت کسی ایک پہلو یا ایک حیثیت سے دیکھی یا سمجھی نہیں جا سکتی۔ انسانی فطرت اتنی پیچیدہ ومرکب اور عمیق ہے کہ کسی ایک وقت یا مختلف اوقات میں ایک ہی قسم کے چند واقعات کے مسلسل ظہور پذیر ہونے پر بھی وہ پورے طور پر اس طرح سامنے نہیں آجاتی، جس کو فہمِ انسانی احاطہ کر سکے۔ وہ اتنی نرم اور تغیر پذیر ہے کہ بعض اوقات اُس کے سابقہ وحالیہ ظہورات کو مطابق ہی نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً اسلام سے پہلے کے عربوں کا مقابلہ اسلام کے بعد کے عربوں سے کیجئے تو باہم کوئی مطابقت ہی نہیں۔ عربوں کی جس فطرت کا ظہور اسلام سے پہلے ہوتا رہا اُس کو اسلامی تعلیم نے کلیتہً بدل دیا ہے۔ اس طرح دنیا کی تمام موجودات اور ماحول کا فطرتِ انسانی پر ایسا اثر پڑتا ہے، جس کی وجہ سے وہ کسی ایک جگہ پر قائم نظر نہیں آسکتی۔ فطرتِ انسانی کی بوقلمونی اور اُس کے مختلف ومتضاد مظاہرات سے دُنیا کی تاریخ بھری پڑی ہے،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اَور کیا کریں۔ بیچارے معذور ہیں۔

"اہلحدیث" مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۴۲ء میں تو آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے قابل مصنف نہونے کو اپنا "جدید دعویٰ" قرار دیا تھا، مگر اب اس لمبی تمہید میں اسے ۱۹۳۲ء کا انکشاف قرار دیا ہے۔ جب آپنے ایک رسالہ "علم کلام مرزا" لکھا تھا۔ سچ ہے، دروغگو را حافظہ نباشد۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قابل مصنف ہونے پر مناظرہ کے لیے مولویصاحب کے چیلنج کو ہم منظور کر چکے ہیں۔ مگر آپ بار بار "اہلحدیث" میں لکھتے ہیں، کہ اَور کوئی قادیانی یا لاہوری ہمارے چیلنج کے جواب میں نہیں بولا، صرف رسالہ "ریویو" نے ہی چیلنج منظور کیا ہے۔ معلوم نہیں اس بے معنی بات کا بار بار ذکر کرنے سے آپ کا مقصد کیا ہے؟ جب آپکی گفتگو آپکی تازہ کتاب "اسلام اور مسیحیت" پر ہمارے تبصرہ کے سلسلہ میں ہم سے شروع ہوئی، اور آپنے اسی دوران میں اس مناظرہ کا چیلنج دیا، تو امر، کہ اول مخاطب ہم ہی تھے، اور ہم نے اس چیلنج کو منظور کر لیا۔ اب آپ اور کیا چاہتے ہیں؟ کیا آپ کا یہ مطلب ہے کہ ہمارے سب اخبارات میں آپ کے چیلنج ہی کا ذکر ہو، اَور کچھ نہو۔ ایسی بہکی بہکی باتیں کرنے سے آپکے دماغ کی صحت و سلامتی پر شبہ ہوتا ہے۔ کم از کم ایسی بات کا خیال کر کے کچھ سوچ سمجھ کر قلم اٹھایا کریں۔

طریق مناظرہ کے بارہ میں ہمارا یہ قطعی فیصلہ ہے، کہ تحریری ہوگا۔ ہمارا پرچہ "ریویو" میں شائع ہو جایا کرے گا۔ مولوی صاحب اپنا پرچہ "اہلحدیث" میں شائع کر دیا کریں۔ "اہلحدیث" ۲۴ جولائی میں انہوں نے اس طرز پر تحریری مناظرہ نہ کرنیکی یہ وجہ بیان کی تھی، کہ "ریویو" ماہوار رسالہ ہے، اس طرح مناظرہ بہت لمبا ہو جائے گا۔ اس پر ہم نے لکھا تھا، کہ بہت اچھا ہم اپنا پرچہ "الفضل" میں شائع کر دیا کریں گے۔ اس کے جواب میں مولوی صاحب بالکل خاموش ہیں۔ معقولیت کا تقاضا تھا، کہ یا آپ اب کوئی اَور عذر اس طرز پر مناظرہ نہ کرنے کے لئے پیش کرتے، یا ہماری تجویز کے مطابق مناظرہ شروع کر دیتے۔ مگر آپ نہ کوئی اَور معقول وجہ پیش کرتے ہیں، اور نہ مناظرہ پر آمادہ ہوتے ہیں۔ کبھی عبداللہ آتھم کے مناظرہ کا حوالہ دیتے ہیں، اور کبھی مولوی محمد بشیر صاحب کے مناظرہ کا۔ ان سب چیزوں کا ہمیں خوب علم ہے، مگر افسوس ہم مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ مذکورہ بالا طریق کے سوا کسی اَور طریق پر مناظرہ کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔ اس کی وجوہ مدلل طور پر ہم کئی گذشتہ پرچوں میں بیان کر چکے ہیں، دوہرانے کی ضرورت نہیں۔ پورا ایک سال ہو گیا ہے آپ نے ہمیں مناظرہ کا چیلنج دیا تھا، ہم اسی وقت سے اسے منظور کر چکے ہیں، مگر آپ سیدھی راہ پر آ کر مناظرہ شروع نہیں کرتے، اور ہمارے بار بار غیرت دلانے والے الفاظ سے آمادہ کرنے کے باوجود وہ پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ ہاں سخن سازی میں اپنے کمالات کا اظہار ضرور فرماتے ہیں، مگر وہ بھی بالکل بھونڈے طریق سے۔ اب ہم کہتے ہیں، کہ مولوی صاحب! مرد میدان بنئے! اور جس طمطراق سے چیلنج دیا تھا، اب اسی سے مباحثہ بھی کیجئے، ورنہ چیلنج واپس لے لیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

نوٹ :۔ وصایا منظوری سے پہلے اس لئے شائع کیجاتی ہیں، کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع دے۔

نمبر ۵۸۴۲ منکہ حاکم بی بی بیوہ چوہدری شیر محمدؐ صاحب قوم راجپوت عمر ۵۵ سال۔ تاریخ بیعت جولائی ۱۹۳۵ء ساکن سلہریاں ڈاکخانہ مدو کاہلواں ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۱ ۱۳۲۰ ہش حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں، تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائے گی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے مبلغ یکصد روپیہ جو میرے بیٹے غلام رسول کے ذمہ ہے، اور جو بطور تصدیق بحیثیت گواہ نیچے اپنے دستخط کرتا ہے۔ لہذا یہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان لکھدی ہے تا کہ سند رہے۔ الامۃ :۔ نشان انگوٹھا حاکم بی بی موصیہ حال محمدؐ آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ ماہل۔ جے ریلوے سندھ۔ گواہ شد چوہدری غلام رسول پسر موصیہ اسسٹنٹ مینجر محمدؐ آباد اسٹیٹ سندھ۔ گواہ شد فیض احمدؐ انسپکٹر بیت المال۔

نمبر ۶۰۵۲ منکہ نواب دین ولد نتھے خاں قوم جٹ وڑائچ پیشہ زمیندارہ عمر ۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۵ء ساکن مانگا ڈاکخانہ فلورہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۳ ۱۳۲۰ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے۔ (۱) اراضی ملکیتی ایک بیگھہ ۴ کنال۔ (۲) اراضی مرہتنی قیمتی تقریباً ۲۰۰ روپیہ (۳) مکان سکونتی جس کا میں ۱/۵ حصہ کا مالک ہوں۔ مذکورہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان کرتا ہوں اس کے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں ہے، اور نہ ہی کوئی آمدنی ہے، کیونکہ میں نابینا ہوں۔ نیز میں وصیت کرتا ہوں کہ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی جائداد اس کے علاوہ ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان ہوگی۔ العبد۔ نشان انگوٹھا نواب دین موصی۔ گواہ شد۔ میاں علی محمدؐ لکھا نوالی بقلم خود۔ گواہ شد۔ میاں علی محمدؐ بھتیجا موصی۔

نمبر ۶۰۶۲ منکہ ملک رشید احمدؐ ولد ملک عزیز احمدؐ صاحب قوم اعوان (ملک) پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان حال دہلی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷/۴ ۱۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں اسوقت عارضی طور پر گورنمنٹ سلف انڈیا میں ملازم ہوں۔ اور مبلغ ۶۰ روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماہوار تنخواہ پاتا ہوں۔ مزید برآں میری اس وقت کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد نہیں۔ میں اپنی اس آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حق میں وصیت کرتا ہوں۔ نیز اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر اس دوران میں میں نے اپنی جائداد میں سے کچھ حصہ ادا کر دیا تو وہ اسمیں سے منہا سمجھا جائے گا۔ العبد۔ ملک رشید احمد سپلائی ڈیپارٹمنٹ۔ گواہ شد مرزا منیر احمد۔ گواہ شد سید ارتضیٰ علی بقلم خود۔ **نمبر ۶۲۴۱**۔ منکہ قطب الدین ولد میاں عمرا صاحب قوم ارائیں پیشہ کاشتکاری عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۸ء ساکن ہرسیاں ڈاکخانہ دیالگڑھ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴/۸/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری حسب ذیل غیر منقولہ جائداد ہے۔ دو گھماؤں اراضی چاہی قیمتی ۱۶۰۰ روپیہ واقع ہرسیاں ہے۔ اس کے علاوہ مبلغ ۴۰۰ روپیہ کی اراضی چاہی سوا دو گھماؤں واقع ہرسیاں رہن با قبضہ میرے پاس موجود ہے۔ کل جائداد کی قیمت ۲۰۰۰ روپے ہوگی۔ اسمیں میرا بھتیجا مسمی لال دین احمدی برابر کا حصہ دار ہے۔ اس طرح میرا حصہ ایک ہزار روپیہ ہوا۔ علاوہ ازیں ایک عدد مکان خام قیمتی ۹۰ روپے واقع ہرسیاں ہے اس کے ہم تین بھائی حصہ دار ہیں۔ میرے حصہ میں مبلغ ۳۰ روپے آتے ہیں۔ اسطرح میری کل جائداد مبلغ ۱۰۳۰ روپیہ کی ہوئی۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی جو مبلغ ۱۰۳ روپے بنتے ہیں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میرا گذارہ اس زمین کی آمد پر ہے۔ میں یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ اگر مجھے کوئی آمد بصورت ملازمت یا تجارت ہوئی تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کو داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ نیز اگر میری وفات پر اس کے علاوہ کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کچھ یا کل رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل کر کے رسید حاصل کر لوں تو وہ رقم میری وصیت سے منہا شدہ سمجھی جائے گی۔ العبد۔ نشان انگوٹھا قطب الدین موصی۔ گواہ شد۔ بدر الدین موصی بقلم خود ساکن ہرسیاں گواہ شد۔ عبد الرحمٰن بی۔اے۔ موصی۔ ہرسیاں۔ **نمبر ۶۲۹۱**۔ منکہ غلام محمد ولد غلام رسول قوم کشمیری پیشہ باقندگی عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۴ء ساکن عالم گڑھ ڈاک خانہ خاص ضلع گجرات صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۱۰/۲۱ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان پختہ و خام واقع موضع عالمگڑھ جسمیں ہم تین بھائی حصہ دار ہیں۔ قیمتی اندازاً ۶۰۰ روپیہ ہے جسمیں سے ۲۰۰ روپیہ کا میرا حصہ ہے۔ جس کے ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں مبلغ ۲۵ روپے جلد ہی ادا کر دوں گا۔ اسی طرح میری آمدنی چونکہ معین نہیں ہے۔ جو آمدنی ہوا کرے گی اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ میرے مرنے پر کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ پر بھی وصیت ہذا حاوی ہوگی۔ اور میرے ورثاء پابند ادائیگی ہوں گے۔ العبد۔ غلام محمد موصی بقلم خود۔ گواہ شد۔ مہرالدین احمدی عالمگڑھ نشان انگوٹھا گواہ شد۔ غلام محمد ولد امام دین عالمگڑھ بقلم خود۔ کاتب الحروف مرزا محمد حسین احمدی سیکرٹری تعلیم و تربیت فتحپور ضلع گجرات

نمبر ۶۳۰۲۔ منکہ عائشہ بی بی زوجہ اللہ دتا قوم راجپوت جنجوعہ عمر ۵۵ سال ساکن ترگڑی ڈاک خانہ خاص ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲-۸-۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے۔ میرا مہر مبلغ ۳۲ روپے اور مبلغ ۷۵ روپے کل ۱۰۷ روپے میرے خاوند اللہ دتا ولد جمال دین قوم راجپوت جنجوعہ ساکن ترگڑی ضلع گوجرانوالہ کے ذمہ قرض ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں جو ۱۵ روپیہ ۱۱ ر ہوتے ہیں۔ یہ رقم میں اپنی زندگی میں ادا کر دونگی۔ اگر میں نہ کر سکی تو میرے خاوند سے وصول کر لئے جائیں۔ میرے مرنیکے بعد جو جائداد مذکورہ کے سوا ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ۔ نشان انگوٹھا عائشہ بی بی موصیہ۔ گواہ شد۔ نشان انگوٹھا اللہ دتا موصی خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ عبداللہ جنڈوساہی

نمبر ۶۲۹۳۔ منکہ ریشم بی بی زوجہ اللہ لوک قوم ڈھلو پیشہ موچی عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۸ء ساکن ترگڑی ڈاکخانہ خاص ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲-۸-۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ میرے خاوند کے ذمہ مبلغ ۳۲ روپے نقد اور قرضہ بذمہ خاوند اللہ لوک ولد کرم الٰہی قوم ڈھلو پیشہ موچی صوبہ پنجاب ساکن موضع ترگڑی ضلع گوجرانوالہ ۸۰ روپے نصف جس کے ۴۰ روپے ہوتے ہیں۔ یہ کل رقم کی ۱۱۲ روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں جو کل رقم ۱۱ روپے ۳ ر ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ نہ کوئی میری جائداد ہے اور نہ کوئی آمدنی ہے۔ میں یہ رقم اپنی زندگی میں ادا کر دوں گی۔ میرے مرنے پر جو جائداد مذکورہ کے سوا ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ ریشم بی بی نشان انگوٹھا گواہ شد۔ اللہ لوک خاوند موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ محمد امین پٹواری۔

نمبر ۶۳۲۳۔ منکہ مسماۃ یادشاہ ناں زوجہ محمد عباس صاحب احمدی ابن محمد الطاف خان صاحب مرحوم قوم پٹھان محمدزئی پیشہ زمیندارہ عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۲ء ساکن ترناب ڈاک خانہ چارسدہ ضلع پشاور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸-۱-۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوں۔ میری مملوکہ اراضی مزروعہ موازی ۴ کنال ہے جو کہ میرے شوہر کے والد نے بعوض حق مہر میرے نام کی ہوئی ہے۔ اسکی قیمت مبلغ ۳۰۰ روپیہ جن کے نصف ۱۵۰ روپے ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے بعد اگر کوئی اور جائداد میری پیدا ہوئی تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ مَیں کوشش کروں گی کہ یہ رقم اپنی زندگی میں ادا کردوں۔ الامۃ۔ بادشاہاں زوجہ محمدؐ عباس۔ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ غلام سرور خاں ساکن سور خشکی گواہ شد۔ محمدؐ عباس احمدی خاوند موصیہ۔ **نمبر ۶۳۲۵** منکہ بشیر احمدؐ ولد علی بخش قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن ماہل پور ڈاکخانہ خاص ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵-۱۲-۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری جائداد کچھ نہیں۔ ماہوار آمد مبلغ ۷۵ روپے ہیں۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان کے نام کرتا ہوں۔ اگر کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان ہوگی۔ اگر میں اس کا ۱/۱۰ حصہ ادا کردوں تو وہ جائداد میں سے وصول شدہ تصور کیا جائے۔ میرے مرنے پر جو جائداد ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اپنی آمدنی کی کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہوں گا۔

العبد۔ بشیر احمدؐ احمدی لیس نائک نمبر ۱۸۹۳۲۸ سکواڈ نمبر ۲۷ سی کمپنی فیروزپور چھاؤنی۔

گواہ شد۔ رشید احمدؐ برادر موصی ماہل پور۔ گواہ شد ماسٹر عطا محمدؐ ولد غلام محمدؐ ساکن بھگوارہ

نمبر ۶۳۲۶ منکہ خورشید احمدؐ ولد چوہدری محمدؐ بخش صاحب قوم جٹ بھنڈر پیشہ زمیندارہ عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۲۰ء ساکن موضع مگرا ڈاکخانہ رسول پور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸-۱۲-۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت ۲۵ سو روپیہ نقد ہے۔ اس وقت آمد وغیرہ کوئی نہیں۔ میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ اگر آمد ہوئی تو اس کی بھی اطلاع صدر دفتر میں کرتا رہوں گا۔ العبد (چوہدری) خورشید احمدؐ بقلم خود۔ گواہ شد۔ محمود احمدؐ ولد چوہدری غلام رسول صاحب ککھانوالی ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد عبد الکریم ولد چوہدری فقیر اللہ ساکن مانگا ضلع سیالکوٹ۔

نمبر ۶۳۲۷ منکہ خدیجہ بی بی زوجہ غلام محمدؐ صاحب قوم کھرل عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۴۱ء ساکن شیخواہ ڈاکخانہ دینا پور ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸-۱۲-۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد مہر ایک سو روپیہ جو میں اپنے خاوند سے وصول کر چکی ہوں زیور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یو یا طلائی قیمتی مبلغ ۳۰ روپے۔ کنگن ۴ عدد نقرئی۔ چوڑیاں نقرئی ۱۰ عدد۔ والیاں نقرئی۔ کل وزن ۲۰ چھٹانک قیمتی مبلغ ۸۷ روپے ۸ ر ہے۔ اس مذکورہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد جو میری جائداد اس کے علاوہ ثابت ہو، اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ۔ خدیجہ بی بی موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ واحد بخش بقلم خود ملازم ریلوے گینگ نمبر ۸ جمیل میلسی۔ گواہ شد غلام محمد بقلم خود خاوند موصیہ۔ **نمبر ۶۳۲۹**۔ منکہ مبارکہ قمر بنت چوہدری غلام حسن صاحب بھٹی راجپوت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ اراضی یعقوب ڈاکخانہ سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰ ۱۱/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت جائداد ۵۰۰ روپیہ ہے۔ جو کہ میرے والد صاحب ہی نے عطا کیا ہے۔ اب انہی کے پاس جمع ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ جس کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر اس کے علاوہ کوئی اور جائداد بوقت وفات ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ مبارکہ قمر موصیہ۔ گواہ شد غلام حسن بقلم خود والد موصیہ۔ گواہ شد۔ غلام حسین احمدی نمبردار محلہ اراضی یعقوب شہر سیالکوٹ **نمبر ۶۳۳۰**۔ منکہ رقیہ بیگم زوجہ محبوب علی شاہ قوم قریشی عمر ۴۴ سال پیدائشی احمدی ساکن ماہلپور ڈاک خانہ خاص ضلع لدھیانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ ۱۲/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ زیور طلائی:۔ انعام ایکتولہ۔ ٹکا ایک ۶ ماشہ۔ مرکیاں ۲ عدد ۶ ماشہ۔ انگوٹھی ایک عدد ۳ ماشہ۔ زیور چاندی:۔ پازیب ۲ عدد۔ پٹڑیاں ۲ عدد۔ چھلے ۲ عدد۔ کنگن ۲ عدد۔ ایک عدد مشین سلائی ۸۰ روپے۔ کل وزن طلائی زیورات ۲ تولہ ۳ ماشہ قیمتی ۱۳۵ روپے۔ کل وزن چاندی ۲۰۰ تولہ۔ نیز میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائداد ہو تو اس کے بھی ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ کل ۳۶۵ روپے کے نویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ الامۃ رقیہ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد محبوب علیشاہ خاوند موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ محمد حسین شاہ سیکرٹری امانت تحریک جائداد والد موصیہ۔

نمبر ۶۳۳۱۔ منکہ بدرالدین ولد گل محمد صاحب قوم ماشکی پیشہ تجارت عمر ۶۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان محلہ دارالفتوح ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳ ۱۲/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گذارہ دکانداری پر ہے جس کی روزانہ آمد کا ۱/۱۰ حصہ وصیت کرتا ہوں جس کا اندازہ ۸ ر روزانہ ہے۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ کر دیا کروں گا۔ میرے مرنے پر اگر کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔ نشان انگوٹھا۔ بدرالدین موصی۔ گواہ شد۔ سربلند احمدی پنشنر صدر محلہ دارالفتوح۔ گواہ شد۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پو پا طلائی قیمتی مبلغ ۳۰ روپے۔ کنگن ۴ عدد نقرئی۔ چوڑیاں نقرئی ۱ عدد۔ والیاں نقرئی۔ کل وزن ۲۰ چھٹانک قیمتی مبلغ ۸۷ روپے ۸ ر ہے۔ اس مذکورہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد جو میری جائداد اس کے علاوہ ثابت ہو، اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ۔ خدیجہ بی بی موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ واحد بخش بقلم خود ملازم ریلوے گینگ نمبر ۸ جمیل میلسی۔ گواہ شد غلام محمد بقلم خود خاوند موصیہ **نمبر ۶۳۲۹**۔ منکہ مبارکہ قمر بنت چوہدری غلام حسن صاحب بھٹی راجپوت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ اراضی یعقوب ڈاکخانہ سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۴۲-۲۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت جائداد ۵۰۰ روپیہ ہے جو کہ میرے والد صاحب ہی نے عطا کیا ہے۔ اب انہی کے پاس جمع ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں جس کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر اس کے علاوہ کوئی اور جائداد بوقت وفات ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ مبارکہ قمر موصیہ۔ گواہ شد غلام حسن بقلم خود والد موصیہ۔ گواہ شد۔ غلام حسین احمدی نمبردار محلہ اراضی یعقوب شہر سیالکوٹ **نمبر ۶۳۳۰**۔ منکہ رقیہ بیگم زوجہ محبوب علی شاہ قوم قریشی عمر ۴۴ سال پیدائشی احمدی ساکن ماہلپور ڈاک خانہ خاص ضلع لدھیانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۴۲-۱۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ زیور طلائی:۔ انعام ایکتولہ۔ ٹکا ایک ۶ ماشہ۔ مرکیاں ۲ عدد ۶ ماشہ۔ انگوٹھی ایک عدد ۳ ماشہ۔ زیور چاندی:۔ پازیب ۲ عدد۔ پٹڑیاں ۲ عدد۔ لچھے ۲ عدد۔ کنگن ۲ عدد۔ ایک عدد مشین سلائی ۸۰ روپے۔ کل وزن طلائی زیورات ۲ تولہ ۳ ماشہ قیمتی ۱۳۵ روپے۔ کل وزن چاندی ۲۰۰ تولہ۔ نیز میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائداد ہو تو اس کے بھی ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ کل ۳۶۵ روپے کے نویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ الامۃ رقیہ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد محبوب علی شاہ خاوند موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ محمد حسین شاہ سیکرٹری امانت تحریک جائداد والد موصیہ۔

نمبر ۶۳۳۱۔ منکہ بدرالدین ولد گل محمد صاحب قوم ماشکی پیشہ تجارت عمر ۶۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان محلہ دار الفتوح ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۴۲-۲۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گذارہ دوکانداری پر ہے جس کی روزانہ آمد کا ۱/۱۰ حصہ وصیت کرتا ہوں جس کا اندازہ ۸ ر روزانہ ہے۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ کر دیا کروں گا۔ میرے مرنے پر اگر کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔ نشان انگوٹھا۔ بدرالدین موصی۔ گواہ شد۔ سربلند احمدی پنشنر صدر محلہ دار الفتوح۔ گواہ شد۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گذارہ ماہوار آمد پر ہے جوکہ اس وقت مبلغ ۶۵ روپے ماہوار ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ آیندہ آمد میں تغیر و تبدل کی اطلاع دفتر کو دیتا رہوں گا۔ اور اگر مرنے کے بعد میری کوئی جائداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد محمد نذیر۔ گواہ شد دیانت خاں قادیان عبدالرحمٰن شاکر کارکن صدر انجمن احمدیہ قادیان **نمبر ۶۳۳۸** منکہ ارشاد بیگم زوجہ محمد نذیر صاحب قوم شیخ عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن خوشاب ڈاکخانہ خاص ضلع شاہ پور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱/۸/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد میرا مہر مبلغ ۳۰۰ روپیہ ہے جو کہ بذمہ شوہر ہے اس کے علاوہ میرا زیور بھی ہے۔ جسکی قیمت آجکل کے نرخ کے مطابق ۱۵۰ روپیہ ہے۔ میں وصیت کرتی ہوں، کہ بوقت وفات اس کے علاوہ اگر میری جائداد ثابت ہو تو اس کی بھی اور اس مجموعی رقم کی ۱/۱۰ حصہ مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ جو رقم میں اپنی زندگی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرا دوں وہ منہا کر دیجائے گی۔ تفصیل زیورات:۔ کانٹے طلائی بوزن سوا تولہ۔ بلہ طلائی ۱/۲ تولہ۔ الامۃ ارشاد بیگم گواہ شد۔ عبدالرحمٰن شاکر قادیان۔ گواہ شد۔ لیس نائک محمد نذیر انڈین سپلائی سیکشن نمبر ۴۲ انبالہ چھاؤنی خاوند موصیہ **نمبر ۶۳۴۰** منکہ منشی غلام یاسین ولد حکیم غلام محمد صاحب قوم سندھو جٹ پیشہ عارضی ملازمت عمر ۱/۲ ۳۰ سال بیعت خلافت ثانیہ ساکن دارالفضل قادیان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں، میری ماہوار آمد ۱۵ روپے تنخواہ اور سوا دو روپے قحط الاؤنس ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں آمدنی کی کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہوں گا۔ نیز میرے مرنے پر اگر میری جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد غلام یاسین مقیم دارالفضل۔ گواہ شد غلام رسول افغان قادیان۔ گواہ شد عبدالرحمٰن بشر مدرس مدرسہ احمدیہ **نمبر ۶۳۴۱** منکہ سعیدہ بیگم زوجہ چوہدری عنایت اللہ لائلپوری قوم راجپوت عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن گوکھوال ۲۷۶ ڈاک خانہ نمبر ۲۷۵ ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰/۱۲/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اپنی تمام جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ جو مندرجہ ذیل ہے۔ زیور ایک جوڑی کانٹے مبلغ ۲۰ روپے۔ ایک عدد مندری مبلغ ۱۰ روپے۔ دونوں سونے کی ہیں۔ اور مبلغ ۵۰۰ روپیہ حق مہر جس میں سے ۲۰۰ روپے میرے خاوند کیطرف واجب الادا ہے۔ اور مبلغ ۳۰۰ روپیہ کی ایک قطعہ زمین جو کہ حاجی خان صاحب کی کوٹھی کے مغرب کی طرف حصہ ہے۔ اور اس کے شمال کیطرف بڑی سڑک ہے اور جنوب کی طرف چھوٹی سڑک۔ مشرق کیطرف کوٹھی حاجی خاں صاحب۔ مغرب کیطرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سفید زمین حضرت میاں بشیر احمد صاحب واقعہ ہے جو کل قطعہ ایک کنال کا ہے۔ اس کے دو حصے میرے خسر چوہدری محمد عبداللہ صاحب نے مجھے حق مہر میں دیا ہوا ہے جس کی قیمت ۳۰۰ روپے اندازاً ڈالی ہے۔ اس کا تیسرا حصہ چوہدری علی محمد صاحب کا ہے۔ میں اپنے حصہ کی زمین کے ۱/۳ حصہ کی اور باقی تمام جائداد کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنے کے بعد میری جائداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۳ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔ الامۃ۔ بقلم خود سعیدہ بیگم۔ گواہ شد عنایت اللہ بقلم خود گوکھووال چک نمبر ۲۷۶۔ گواہ شد۔ عبدالرحمٰن بقلم خود۔ ساکن گوکھووال نمبر ۲۷۶

نمبر ۶۳۴۴ منکہ ہاجرہ بیگم بنت سید سید محمد صاحب قوم سید عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن نواں کوٹ۔ بیرون دروازہ لاہوری ڈاک خانہ امرتسر ضلع امرتسر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ / ۱۲ / ۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری حسب ذیل جائداد ہے۔ مہر ۵۰۰ روپیہ بذمہ خاوند۔ زیورات۔ انگوٹھی طلائی دو عدد وزن ۶ ماشہ قیمت ۲۴ روپے چوڑیاں طلائی جڑاؤ وزن ۳ تولہ قیمت ۲۰۴ روپے۔ کانٹے طلائی وزنی ۵ ماشہ قیمت ۲۸ روپیہ ۴ آنے نکلس جڑاؤ طلائی وزنی ۲ تولہ قیمت ۱۳۶ روپے۔ کل میزان ۹۰۲ روپے ۴/۔ اس کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری وفات کے وقت جو جائداد ثابت ہو۔ اس پر بھی اس وصیت کا اطلاق ہوگا۔ جو رقم میں اپنی زندگی میں ادا کرونگی وہ وصیت کردہ حصہ سے منہا کر دیجائے گی۔ الامۃ ہاجرہ بیگم اہلیہ سید سردار شاہ صاحب ساکن کلریاں ضلع گجرات۔ گواہ شد سید شریف احمد ساکن نواں کوٹ۔ گواہ شد بقلم سید لال شاہ احمدی امیر جماعت آنبہ برادر کلاں خاوند موصیہ۔

نمبر ۶۳۴۵ منکہ اللہ بخش ولد میاں خدا بخش صاحب سیکرٹری قوم کھوکھر پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن ادرحمہ ڈاک خانہ بھابڑا ضلع سرگودہا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ / ۱۲ / ۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائداد نہیں۔ میں ۱۶ روپے ماہوار کا ملازم ہوں۔ میں اپنی مدنی کا ۱/۳ حصہ تا حیات داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ آمدنی کی کمی و بیشی کی اطلاع دیتا رہونگا میرے مرنے پر اگر کوئی جائداد میری ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔ اللہ بخش رنگروٹ نمبر ۱۵۲۲۵ نمبر ۱/۱۵ پنجاب رجمنٹ انبالہ کینٹ۔ بی کمپنی نمبر ۱۱ پلاٹون۔ گواہ شد رحمت خان نشان انگوٹھا ساکن کوٹ مومن۔ گواہ شد۔ خدا بخش بقلم خود ساکن ادرحمہ۔

نمبر ۶۳۴۶ منکہ زینب بی بی زوجہ لال دین صاحب قوم مائیں عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ / ۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اس وقت صرف مبلغ ۲۰۰ روپیہ ہے جو بصورت حق مہر میرے خاوند مسمی لال دین کے ذمہ ہے اس کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی جائداد منقولہ و غیر منقولہ میرے مرنیکے بعد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۳ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔ الامۃ زینب بی بی نشان انگوٹھا۔ دارالبرکات قادیان۔ گواہ شد۔ محمد دین انور نصرت گرلز سکول قادیان۔ گواہ شد۔ لال دین خاوند موصیہ قادیان ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

نوٹ :- وصایا منظوری سے پہلے اس لئے شائع کیجاتی ہیں، کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو، تو وہ دفتر کو اطلاع دے۔

نمبر ۶۳۴۶ منکہ عبد الرحمن خاں ولد راجہ حیدر خانصاحب قوم قریشی احمدی پیشہ جاگیردار عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن یاڑی پورہ ضلع اسلام آباد کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ ۱۲/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے۔ زمین ملکیت - زمین خشکی ۲۵ کنال - آبیہ زمین ۲۵ کنال اس زمین کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اِس رقبہ کے ۱/۱۰ حصہ کی قیمت جو کچھ ہماری جگہ مقرر ہے صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کر دوں گا۔ اس کے علاوہ جاگیر کی آمدنی حسب ذیل ہے۔ زمین کا مالیہ ادا کر کے قسط ماگھ ۴۸ روپیہ۔ قسط ساون ۵۵ روپے ۴ ر۔ شالی فیس جاگیر ۲/۱ خروار۔ آمدنی سکول ۱۸ روپے۔ باغ وغیرہ ۳ روپیہ ۷ ر یعنی کل نقد آمدنی جاگیر ۱۲۴ روپیہ ۱۴ ر۔ شالی ۲/۱ ۷ خروار اس نقدی و جنسی جاگیر کا ۱/۱۰ حصہ سالانہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اگر میری کوئی اَور آمدنی ہوئی تو اسکا بھی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن قادیان کرتا رہوں گا۔ اگر مَیں کوئی رقم حصہ جائداد کے طور پر داخل خزانہ کروں تو وہ مجرا دیا جائے گا۔ مندرجہ بالا ملکیت زمین جس کا ذکر سب سے پہلے مَیں نے کیا ہے، یعنی خشک زمین ۲۵ کنال اور آبیہ زمین ۲۵ کنال جس کے ۱/۱۰ حصہ کی قیمت انشاء اللہ مَیں اپنی زندگی میں داخل کر دوں گا۔ اور اگر ادا نہ ہوا، تو میرے ورثاء سے وصول کیجائے۔ (نوٹ) زمین کی قیمت کے لئے یعنی کیا کچھ ہوگی انجمن احمدیہ یاڑی پورہ کے پریزیڈنٹ سے دریافت کر لیا جائے۔

العبد عبد الرحمٰن خاں ولد راجہ حیدر خاں یاڑی پورہ۔ گواہ شد۔ غلام رسول شاہ یاڑی پورہ۔ گواہ شد عبد الواحد مبلغ کشمیر۔

نمبر ۶۳۴۷ منکہ عبد الرحمٰن ولد خدا بخش قوم ڈُکا پیشہ زمیندارہ عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن سمراد ڈاکخانہ لودہراں ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ ۱۲/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے۔ ۶۰ عدد بھیڑ قیمتی ۲۴۰ روپے ایک گائے قیمتی ۵۰ روپے۔ ایک بچھی قیمتی ۳۰ روپیہ۔ ایک بیل قیمتی ۲۰ روپیہ۔ ایک اونٹنی جسمیں میرا چوتھا حصہ ہے۔ اس کی قیمت ۱۶۰ روپیہ۔ ایک اونٹنی جس میں میرا نصف حصہ ہے قیمتی ۸۰ روپے۔ ایک اونٹنی جس میں میرا چوتھا حصہ ہے قیمتی ۶۰ روپیہ۔ کل ۶۱۵ روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز میرے مرنے پر جسقدر جائداد اَور ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔ عبد الرحمٰن موصی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد غلام محمد بقلم خود سمراد۔ گواہ شد۔ فیض بخش سمراد نشان انگوٹھا۔

نمبر ۶۳۴۹ منکہ خورشید بیگم زوجہ محمد شفیع الحسن سکر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کبھی فطرت انسانی رحم و کرم اور ہمدردیٔ مخلوق کے روپ میں نظر آتی ہے تو کبھی ظلم و ستم اور قتل و غارتگری میں اپنا جلوہ دکھاتی ہے۔ بقول شخصے "انسان کا بُوت کبھی ولی کبھی بھُوت"۔ دنیا پر جو مختلف انقلابات آئے اور تہذیب اور تمدن کے سینکڑوں تغیر پذیر دور گذرے وہ سب کے سب انسانی فطرت کے اس راز کو فاش کر رہے ہیں۔ لیکن فطرت انسانی کے ان مظاہرات کو تاریخ عالم کے صفحات پر دیکھنے اور سمجھ لینے کے بعد بھی انسانی حقیقت کے سمجھنے سے فہم انسانی عاجز رہتا ہے۔ اس لئے انسان اپنے علم و عقل سے مظاہرات فطرت انسانی کو مطابقت دینے کے لئے نظریات بناتا رہتا ہے، جو کبھی "فلسفہ" اور کبھی "مذہب" کے نام سے دُنیا میں ہزاروں مکاتب خیال پیدا کر دینے کا باعث ہوئے۔ لیکن بقولِ اکبر مرحوم:۔

ے برسوں فلاسفہ کی چُناں اور چُنیں رہی
لیکن خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی

پس مرکب و پیچیدہ فطرتِ انسانی کی گہرائیوں میں اُتر کر "انسانیت" کی تلاش کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس مرکب انسانی فطرت کے معلوم و تحقیق کر لینے سے ایک انسان کسی حد تک سائیکالوجسٹ اور ماہر نفسیات تو ہو سکتا ہے۔ لیکن نفسیات انسانی بوجہ اپنی لوچ، لچک اور تغیر پذیر ہونے کے ایسی بھول بھلیاں ہے جس کے ذریعہ سے "انسانیت" یا حقیقت انسان کا پتہ لگانا غیر ممکن ہو جاتا ہے۔

ع :۔ کیں رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است

"انسانیت" کو معلوم کرنے کے لئے کسی خاص قوم یا خاص گروہ کی نفسیات کو نہ دیکھئے، نہ کسی خاص ملک کے رہنے والوں پر نظر ڈالیئے۔ اگر آپ انسانی پیدائش کے بعد سے اس وقت تک تمام دنیا کے انسانوں پر یکساں اور یکجائی نظر ڈال سکیں گے، تو اس بھید کو پا جائیں گے، جس کو "انسانیت" کہتے ہیں۔ اور یہ ایسا بھید ہے جو غور کرنے کے بعد ہر زمانہ، ہر ملک ہر قوم بلکہ ہر فرد انسانی میں آپ کو یکساں اور نمایاں نظر آئیگا۔

ابتدائے پیدائش انسانی سے ــــ یعنی جب سے ہم کو اُس کی پیدائش کا علم ہے، اُس کی سرشت یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ پہلے اپنے ماحول پر اور پھر رفتہ رفتہ ساری دنیا پر قابض اور حاوی ہو جانے کی خواہش رکھتا ہے۔ اور اپنے علم و قدرت کی پوری وسعت کے ساتھ زمین و آسمان کی ہر چیز پر حاکمانہ تصرف کرنا چاہتا ہے،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قوم راجپوت پیشہ معلمہ عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن شہر سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۷ ۱۲/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اِسوقت میری جائیداد ۱۰۵۰ روپے مکان کا حصہ ہے۔ اور ۱۰۰ روپے حق مہر کا خاوند کے ذمہ ہے اور ماہوار آمدنی ۷ روپے ہے جس کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور میرے مرنے پر اور کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو تو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں حصہ جائیداد ادا کردوں تو بہتر ورنہ میری جائیداد سے وصول کیا جائیگا۔ الامۃ :۔ خورشید بیگم احمدیہ گرلز سکول شہر سیالکوٹ۔ گواہ شد :۔ محمد شفیع سکرٹری دیہاتی بکس میکر سیالکوٹ۔ گواہ شد :۔ محمد حیات منیجر احمدیہ گرلز سکول شہر سیالکوٹ

نمبر ۶۳۵۰ :۔ منکہ عائشہ عرف ایسی بیوہ خواجہ محمد رمضان صاحب مرحوم عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۸ء ساکن موضع محمود پور ڈاکخانہ گوہلہ ضلع کرنال صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰ ۳/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے اور میں نے اپنا مہر خاوند مرحوم سے وصول کر لیا تھا۔ اسوقت میرے پاس مندرجہ ذیل زیورات ہیں ہنسلی ایک عدد چاندی کی وزن ۱۳½ تولہ، کنگن ایک جوڑی چاندی کے وزن ۲۱½ تولہ، بالیاں چاندی کی ۵ تولہ جملہ زیورات ۴۰ تولہ کے ہیں۔ جن کی قیمت موجودہ نرخ سے مبلغ تیس ۳۰ روپے بنتی ہے۔ اور ایک عدد لونگ سونے کا قیمتی ۱۰ روپے۔ کل جائیداد ۴۰ روپے اور نقد ۶۰ روپے میزان کل جائیداد ۱۰۰ روپے ہے۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز اگر میرے مرنے کے بعد میری اور کوئی جائیداد بھی ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ یہ چند حروف بطور وصیت لکھدیئے ہیں۔ کہ سند رہے۔ اور وقت ضرورت کام آوے۔ الامۃ :۔ عائشہ عرف ایسی گواہ شد :۔ نور محمد سکرٹری انجمن احمدیہ محمود پور۔ گواہ شد :۔ محمد شجاعت علی احمدی انسپکٹر بیت المال

نمبر ۶۳۵۲ منکہ محمد عباس احمدی ولد محمد الطاف خانصاحب مرحوم قوم افغان محمدزئی پیشہ زمینداری عمر چالیس سال پیدائشی احمدی ساکن ترناب ڈاکخانہ چارسدہ ضلع پشاور صوبہ سرحد بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶ ۱۲/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد زمین زرعی دو جریب جس کی موجودہ قیمت سات سو روپیہ ہے۔ اور ایک مکان خام جس کی قیمت ۳۰۰ روپے ہے۔ کل ایک ہزار روپیہ ہے۔ زمین سے سالانہ آمد ۸۰ روپے قریباً ہے۔ میں اپنی کل جائیداد اور سالانہ آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی جائیداد ثابت ہو جائے۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ حقدار ہوگی۔ میں کوشش کرونگا۔ کہ بفضل خدا حصہ جائیداد جلد از جلد بصورت نقدی ادا کردوں۔ وما توفیقی الا باللہ۔ العبد :۔ محمد عباس احمدی بقلم خود ترناب ڈاکخانہ چارسدہ۔ گواہ شد :۔ قاضی محمد شفیق ایم۔ اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ چارسدہ۔ گواہ شد :۔ غلام سرور بقلم خود سکنہ سورخکی تحصیل چارسدہ

نمبر ۶۳۵۳ :۔ منکہ فاطمہ بیگم بیوہ میاں کامل دین صاحب بڑھار قوم رانجھا پیشہ زمینداری عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۱ء ساکن موضع ادرحمہ ڈاکخانہ بھابڑا ضلع شاہ پور بقائمی ہوش وحواس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۱/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں ۔مہروزیور کوئی نہیں صرف جائیداد ذیل ہے ۔خاوند کی جائیداد اراضی زرعی ۲۸ بیگہ سے بموجب شرع ⅛ حصہ کی اراضی ۳½ بیگہ میرے حصہ کی ہے جسکی تخمینہ قیمت بازاری ماعسہ روپے ہوتی ہے اسکے ⅒ حصہ کی وصیت کرتی ہوں ۔اسکی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی ۔الامۃ :۔فاطمہ بیگم نشان انگوٹھا ۔ گواہ شد :۔احمد علی پسر موصیہ ادرحمہ ۔ گواہ شد :۔محمد بخش ولد صالح محمد ادرحمہ نمبر ۶۳۵۴ :۔منکہ عزیز محمد خاں ولد حافظ نصیر محمد خان صاحب قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر قریبًا تیس سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۳۰ء ساکن بہاول پور ریاست بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۱/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں ۔اسوقت میری ماہوار آمد مبلغ ۷۰ روپے ہے ۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ⅒ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا ۔اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں ۔تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا ۔اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔نیز میرے مرنے کیوقت جسقدر میرا متروکہ ثابت ہو ۔اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔العبد :۔عزیز محمد خان موصی بقلم خود ۔ گواہ شد :۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل پنشنر قادیان دارالعلوم ۔ گواہ شد :۔سلطان محمد خان برادر موصی ۔ گواہ شد :۔ فتح محمد خان نمبر ۶۳۵۵ :۔ منکہ محمد اسمٰعیل ولد فضل دین قوم کھوکھر پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن ٹامنکوٹ ڈاکخانہ دھرم سال ضلع ریاست پونچھ بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۱/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں ۔میرے والد بفضل اللہ تعالیٰ زندہ ہیں ۔میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے ۔جو اسوقت ۸۰ روپے ہے ۔میں اپنی آمد کا ⅒ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں ۔نیز میرے مرنے پر اگر کوئی میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو تو اس کے ⅒ حصہ پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی ۔العبد :۔محمد اسمٰعیل بقلم خود معرفت ماسٹر محمد دین صاحب انور محلہ دارالبرکات گواہ شد :۔محمد الدین انور* نمبر ۶۳۵۷ :۔منکہ امۃ العزیز بنت خلیفہ عبدالرحیم صاحب قوم مغل عمر ۱۵½ سال پیدائشی احمدی ساکن جموں (توی) ڈاکخانہ خاص بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۱۲/۴۲/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری اسوقت کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے ۔میرے زیورات میں ایک انگوٹھی قیمت اندازًا سولہ روپیہ اور کانٹے ایک جوڑی قریبًا بیس روپے ہیں ۔اسکے علاوہ میرے پاس ۳۲ روپے نقد ہیں ۔کل ۶۸ روپے کے ⅛ حصہ کی وصیت کرتی ہوں ۔اس کے علاوہ ۳۶ روپے سالانہ اباجان سے جیب خرچ ملتا ہے ۔اس آمد کے بھی ⅛ حصہ کی میں وصیت کرتی ہوں ۔اس کے بعد اگر میں اپنی زندگی میں یا میری وفات پر جو بھی میری جائیداد ثابت ہو اس کے آٹھویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی وما توفیقی الا باللہ ۔ الامۃ :۔بقلم خود امۃ العزیز ۔ گواہ شد :۔عبدالرحیم پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ جموں والد موصیہ گواہ شد :۔عبدالمنان برادر موصیہ اسسٹنٹ انجنیئر جموں نمبر ۶۳۵۹ :۔میں ضیاء الدین ولد میاں محمد دین صاحب

* گواہ شد :۔ حکیم اللہ دتہ [illegible] ضلع سیالکوٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قوم ارائیں پیشہ طالب علمی عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن دارالبرکات قادیان ضلع گورداسپور پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم جنوری ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں۔ مجھے تعلیمی اخراجات وغیرہ کیلئے اوسطاً پانچ روپے ماہوار گھر سے ملتے ہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ جوں جوں میری آمد میں تغیر ہوتا رہیگا۔ اس کے مطابق ساتھ ساتھ ۱/۱۰ حصہ کے حساب سے اپنا حصہ آمد ادا کرتا رہونگا۔ میرے مرنے پر اگر کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ تو صدر انجمن احمدیہ قادیان اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وارث ہوگی۔ میں اپنی زندگی میں اگر کوئی رقم حصہ جائیداد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کردوں تو وہ رقم حصہ جائیداد میں سے میرے مرنے پر منہا کی جائیگی۔ العبد:۔ ضیاء الدین دارالبرکات طالب علم جماعت دہم تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ گواہ شد:۔ محمد الدین انور معلم نصرت گرلز سکول قادیان۔ گواہ شد:۔ حکیم اللہ دتہ امیر جماعت حلقہ درگانوالی ضلع سیالکوٹ۔

نمبر ۶۳۶۱ :۔ میں محمود احمد ولد حافظ محمد الدین صاحب قوم ذبی پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن لاہور پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ ماہ فتح ۱۳۲۱ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں۔ میرا گذارہ ماہوار تنخواہ پر ہے۔ جو اسوقت مبلغ ۶۰ روپے ہے میں اس تنخواہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ سالانہ ترقی پر بھی حسب تنخواہ ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں اگر میں کوئی اور جائیداد پیدا کرلی۔ تو اس کی بھی وصیت ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر کوئی رقم میں اپنی زندگی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں تو وہ رقم میرے مرنے کے بعد ثابت شدہ جائیداد سے منہا ہوگی۔ العبد: محمود احمد پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی لاہور۔ گواہ شد:۔ بشیر احمد ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ لاہور۔ گواہ شد:۔ مرزا منور احمد احمدیہ ہوسٹل لاہور۔

نمبر ۶۳۶۲ :۔ میں ناظر حسین ولد منشی عبد الحق صاحب قوم راجپوت چوہان پیشہ ملازمت عمر تقریباً ۳۴/۳۵ سال تاریخ بیعت غالباً ۱۹۲۴ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۱۲/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری جائیداد کوئی نہیں۔ بجز ایک ٹکڑا زمین سفید تقریباً چار کنال جسکی قیمت تقریباً ۱۶۰۰ روپے ہے۔ اور ماہوار آمدن جو تقریباً ۱۵۰ روپے ماہوار ہے۔ مگر میں موجودہ ملازمت میں officiate کر رہا ہوں۔ عارضی آسامی۔ اور اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اسی طرح میرے مرنے پر جو جائیداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ خاکسار ناظر حسین کلیمز انسپکٹر محکمہ ریلوے حال کوئٹہ بلوچستان۔ گواہ شد:۔ علی محمد معاون ناظر امور عامہ۔

نمبر ۶۳۶۴ :۔ منکہ برکت بی بی بنت دیندار روڈا قوم جٹ بھٹر عمر قریباً ۶۰ سال ساکن شاہ پور امرگڑھ ڈاکخانہ ڈڈوالہ بانگر ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۱۲/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) چار چوڑیاں چاندی و ایک ہنس چاندی وزن ۳۲ ۱/۲ تولہ قیمت ۳۲ روپے۔ (۲) دو ڈنڈیاں سونا وزن ۲ تولہ قیمت اندازاً ۱۲۰ روپے کل رقم ۱۵۲ روپے ہے۔ حق مہر ان مندرجہ بالا زیورات کی صورت میں میرا خاوند ادا کرچکا ہے۔ میں اسکا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میرے فوت ہوجانے کے بعد کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان ہوگی۔ الامۃ:۔ برکت بی بی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ پیر اندتا خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ چودہری علی محمد صاحب ولد چوہدری علی گوہر شاہ پور

نمبر ۶۳۶۵:۔ منکہ رشیدہ بیگم زوجہ میاں عبدالحق صاحب قوم ارائیں عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن موضع بھاگو ارائیں ڈاکخانہ سلطان پور ریاست کپورتھلہ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰ ر دسمبر ۱۹۴۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ اٹھارہ سو روپیہ صرف۔ زیور کانٹے وزنی ایک تولہ، لاکٹ وزن ½ تولہ نفیسیاں وزنی ½ ۲ تولہ۔ دو عدد انگوٹھیاں وزنی سوا تولہ۔ کل میزان چھ تولہ قیمتی اندازاً ۲۴۰ روپے۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں۔ میں اس جائیداد کے ⅒ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اسکے ⅒ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بطور قیمت حصہ جائیداد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں تو یہ رقم واجب الاداء رقم سے منہا کی جائیگی۔ فقط۔ العبد:۔ بقلم خود رشیدہ بیگم۔ گواہ شد:۔ میاں عبدالحق خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ ڈاکٹر بشیر احمد حال دار البرکات قادیان برادر موصیہ

نمبر ۶۳۶۶:۔ میں راجن بی بی بیوہ شاہ محمد مرحوم قوم پوار پیشہ زمیندارہ عمر ۶۰ سال ساکن ایف ۸۴ ڈاکخانہ حاصل پور ضلع بہاولپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹ ر دسمبر ۱۹۴۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اسوقت مبلغ یکصد روپیہ کی ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔ زیور چاندی ۵ تولہ۔ نقد ۹۵ روپے۔ اسوقت آمد وغیرہ کوئی نہیں۔ میں اس جائیداد کا ⅒ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی جائیداد وغیرہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر کوئی اور آمد ہوئی تو اطلاع کرتی رہونگی۔ العبد:۔ راجن بی بی بیوہ۔ گواہ شد:۔ نواب دین۔ گواہ شد:۔ خورشید احمد

نمبر ۶۳۶۸:۔ منکہ ظہور احمد ولد چودہری مہر دین صاحب مرحوم قوم ارائیں پیشہ طالب علمی عمر ½ ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن بوبک متر (حال قادیان دار البرکات) ڈاکخانہ ظفروال ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری جائیداد میں سے ۲۸ کنال زرعی زمین ہے جو ہم چار بھائیوں میں مشترک ہے۔ اسکی موجودہ قیمت اندازاً چودہ سو روپیہ ہے۔ ایک مکان خام موضع بوبک میں ہے۔ جو وہ بھی ہم چار بھائیوں میں مشترک ہے جس کی قیمت ۲۰۰ روپے ہے۔ میں اس تمام جائیداد کے ¼ حصہ کے ⅒ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری ماہوار آمد کوئی نہیں ہے بجز مبلغ ۵ روپے مجھے اپنے بڑے بھائی کی طرف سے بطور جیب خرچ کے ملتے ہیں۔ میں اس کے بھی ⅒ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میری آمدنی کا کوئی ذریعہ پیدا ہوگا تو اس کے بھی ⅒ حصہ پر میری وصیت مشتمل ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بطور قیمت حصہ جائیداد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کردونگا۔ تو یہ رقم میری واجب الاداء رقم سے منہا کردی جائیگی۔ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ⅒ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ العبد:۔ بقلم خود ظہور احمد ساکن بوبک حال دار البرکات قادیان۔ گواہ شد:۔ حکیم اللہ دتہ امیر جماعت حلقہ درگانوالی ضلع سیالکوٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گواہ شد: محمد الدین انور معلم نصرت گرلز سکول قادیان **نمبر ۶۳۶۹**: منکہ غلام فاطمہ زوجہ میاں بڈھا صاحب قوم جٹ سندھو عمر ۵۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۶ء ساکن دار الرحمت قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۱۱/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائیداد غیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا حق مہر مبلغ ۶۰ روپے ہے۔ جوکہ بذمہ خاوند مذکورہ بالا ہے۔ اس کے علاوہ میری طلائی بالیاں وزن ۱/۲ تولہ کی قیمت تقریباً چالیس روپے ہے۔ کل سو روپے ہوئے۔ جن کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ اگر میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی حقدار صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی رقم بمد وصیت داخل خزانہ کردوں۔ تو وہ رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا سمجھی جائیگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع الدعاء۔ الامۃ: غلام فاطمہ موصیہ (نشان انگوٹھا) گواہ شد: بڈھا خاوند موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد: مستری احمد دین پسر موصیہ۔ گواہ شد: محمد شریف ٹیلیفون اپریٹر گورداسپور **نمبر ۶۳۷۰**: منکہ مرزا افضل بیگ ولد مرزا اکریم بیگ صاحب قوم مغل پیشہ ملازمت سپاہی ریٹائرڈ عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت جنوری ۱۸۹۱ء ساکن مالیر کوٹلہ محلہ ملک جدید بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۱۲/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد غیر منقولہ ایک مکان معہ نشست گاہ واقعہ محلہ ملک شہر مالیر کوٹلہ مالیت ایک ہزار روپیہ ہے جس میں مبلغ دو صد روپیہ میں نے اپنی بیوی کا حق مہر شرعی دینا ہے جو میرے ذمہ واجب ہے۔ باقی مبلغ آٹھ صد روپیہ مالیت مکان کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ جو مبلغ ۸۰ روپے بنتے ہیں جتی المقدور میں اپنی زندگی میں ادا کرنیکی کوشش کرونگا۔ اگر میں اپنی زندگی میں یہ رقم ادا نہ کرسکا تو اس کا ادا کرنا میرے پسران و دختاد کے ذمہ ہوگا۔ جسقدر رقم اس میں سے داخل خزانہ انجمن کردوں وہ منہا تصور کیا جائیگا۔ اس جائیداد کے علاوہ اب میری آمدنی کوئی نہیں ہے۔ اگر کوئی آمدنی یا جائیداد اس کے علاوہ میں اپنی زندگی میں پیدا کروں اور جسقدر جائیداد میرے مرنے کے بعد موجود ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی انجمن احمدیہ قادیان لینے کی مجاز ہوگی۔ العبد: فضل بیگ بقلم خود موصی گواہ شد: خیر الدین احمدی سکرٹری مال مالیر کوٹلہ۔ گواہ شد: حبیب احمد پسر مرزا فضل بیگ صاحب۔ **نمبر ۶۳۷۱**: منکہ فضل بی بی بیوہ اروڑا صاحب قوم گورایا عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۶ء ساکن قادیان دار الفتوح بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۱۲/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری کل جائیداد اسوقت بصورت زیور بندے ۱ تولہ اور ڈنڈیاں ۵ تولہ چاندی کی قیمتی ۲۰ روپے ہے اور نوے روپے بصورت نقد میرے بیٹے محمد منیر صاحب فر ۱۰۲۹۰۲ ہیں۔ میں اس کل رقم جو کہ مبلغ ۱۱۰ روپے نصف جن کے ۵۵ روپے ہوتے ہیں۔ کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے سوا میری اور کوئی جائیداد نہیں ہے۔ اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ: فضل بی بی نشان انگوٹھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گواہ شد :۔عبدالحمید موصی ۳۹۲۷ ۔گواہ شد :۔ اللہ بخش موصی ۔کاتب : محمد منیر نثر موصی ۵۶۵ اپسر موصیہ ۔
نمبر ۶۳۷۵ : ۔منکہ عبدالحمید افرد ولد نصوا فرد قوم افرد مسلمان پیشہ ملازمت ٹرنر متعلم عمر ۲۵ سال تخمیناً تاریخ بیعت ۳۶/۴۰ ساکن الصپور بنگال ڈاکخانہ کھباریر پور ضلع ڈھاکہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۸ ۱۲/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔میں باقرار صالح آج بتاریخ ۸ ۱۲/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔میں اس وقت ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ ریلوے روڈ لاہور میں بطور متعلم کے ٹرنر کا کام سیکھ رہا ہوں ۔میری موجودہ آمدن گذارہ کے طور پر مبلغ ۲۵ روپے ماہوار بطور وظیفہ کے ہے ۔اس کے علاوہ کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے ۔میں اقرار کرتا ہوں کہ میں آمدن بشرح صدر کا ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ہر ماہ ادا کرتا رہونگا ۔تنخواہ میں ترقی وتنزل کی صورت میں بھی اس شرط پر کاربند رہوں گا ۔انشاء اللہ مکرر اقرار کرتا ہوں ۔کہ میرے مرنے کے وقت اگر کوئی میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو جسکو میں از خود پیدا کر سکوں یا کسی ورثہ کی وجہ سے میرے حصہ آئے تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔لہذا یہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان تحریر کردی ہے ۔ العبد :۔ عبدالحمید احمدی موصی ۔گواہ شد :۔ڈاکٹر محمد الدین سکرٹری وصایا جماعت احمدیہ لاہور ۔گواہ شد :۔خواجہ محمد صدیق ہیڈ انسپکٹر ریلوے اسٹیشن لاہور

نمبر ۶۳۷۷ : ۔منکہ ہاجرہ بیگم بنت عبدالرحیم درد قوم ارائیں عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان دارالانوار بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۹ ۱۲/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں ہے ۔البتہ والد صاحب کی طرف سے مجھے پانچ روپے ماہوار بطور جیب خرچ ملتے ہیں ۔میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں ۔نیز میرے مرنے پر اگر کوئی جائیداد ثابت ہو ۔تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔اگر بعد میں کوئی آمد ہوئی یا کوئی جائیداد حاصل ہوئی ۔ تو اس کی اطلاع دیتی رہوں گی ۔الامۃ :۔ہاجرہ بیگم ۔گواہ شد :۔عبدالرحیم درد گواہ شد :۔مرزا ناصر احمد ۔

نمبر ۶۳۷۸ : ۔منکہ عطیہ بیگم بنت عبدالرحیم درد قوم ارائیں عمر ۱۸ سال تین ماہ ۔ پیدائشی احمدی ساکن قادیان دارالانوار بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۹ ۱۲/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں ۔میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں ہے ۔البتہ والد صاحب کی طرف سے مجھے پانچ روپے ماہوار جیب خرچ ملتے ہیں ۔میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں ۔نیز میرے مرنے پر اگر کوئی جائیداد ثابت ہو ۔تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔اگر بعد میں کوئی آمد ہوئی یا کوئی جائیداد حاصل ہوئی ۔تو اس کی اطلاع دیتی رہونگی ۔الامۃ :عطیہ بیگم ۔گواہ شد :۔ عبدالرحیم درد ۔گواہ شد :۔ مرزا ناصر احمد

نمبر ۶۳۷۹ : ۔منکہ حافظ فضل دین فاروقی ولد امام بخش صاحب قوم فاروقی پیشہ تبلیغ وسیاحت عمر ۸۰ سال اندازاً تاریخ بیعت اصحابی ساکن متو گوجر ڈاکخانہ بھڈانہ ضلع راولپنڈی بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۱ ۱۲/۴۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد تین کنال زمین موضع مٹو گوجریں تھی۔ جو مَیں نے سو روپیہ میں فروخت کر دی۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ یعنی دس روپے نقد داخل خزانہ کرا دیا ہے۔ اور اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی جائیداد ثابت ہو جائے تو بھی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ بالفعل میری کوئی آمد نہیں اگر کسی وقت مجھے کوئی آمد ہوئی تو بھی اس کا ۱/۱۰ حصہ انشاء اللہ ادا کرتا رہونگا۔ العبد:۔ مغل دین حال نزیل مہمان خانہ قادیان۔ گواہ شد:۔ سید بابر علی اکبر مولوی فاضل۔ گواہ شد:۔ کظیم الرحمن کارکن نظارت امور عامہ۔

نمبر ۶۳۸۰:۔ منکہ سراج دین ولد مہر دین صاحب مرحوم قوم رنڑ راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ناصر آباد ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۶ ۱۲/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں۔ میری ماہوار آمد تنخواہ اسوقت ۵۲ روپے ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی میری جائیداد ثابت ہو تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی اور اگر مَیں اپنی زندگی میں اپنی جائیداد سے کچھ رقم ادا کردوں۔ تو وہ وصیت کردہ حصہ سے منہا سمجھی جائیگی۔ العبد:۔ کمپنی کوارٹر ماسٹر حوالدار سراج الدین معرفت ۱۲ ایڈوانس بیس پوسٹ آفس ۵۴ ایم ورک شاپ کمپنی گواہ شد:۔ محمد عبد اللہ بقلم خود۔ گواہ شد:۔ غلام حیدر۔

نمبر ۶۳۸۱:۔ منکہ عبد القادر ولد قاری غلام مجتبیٰ صاحب قوم دت پیشہ ڈاکٹری ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱ ۱۲/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں اسوقت میری ماہوار آمد ۲۲۵ روپے ہے۔ میں تازندگی اپنی آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت اگر میری کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ العبد:۔ عبد القادر ایم بی بی ایس بحروف انگریزی۔ گواہ شد:۔ بشیر احمد بھٹی۔ گواہ شد:۔ غلام مجتبیٰ والد موصی۔

نمبر ۶۳۸۲:۔ منکہ عطاء الرحمن درد ولد مولوی عبد الرحیم صاحب درد قوم ارائیں عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن دار الانوار قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۷ ۱۲/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ البتہ والد صاحب کی طرف سے مجھے پانچ روپے ماہوار بطور جیب خرچ ملتے ہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں نیز میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اگر بعد میں کوئی آمد ہوئی یا کوئی جائیداد حاصل ہوئی۔ تو اس کی اطلاع دیتا رہونگا۔ العبد:۔ عطاء الرحمن درد۔ گواہ شد:۔ عبد الرحیم درد۔ گواہ شد:۔ مصلح الدین سعدی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور کرتا ہے، اور تلاش کر کر کے اپنے تصرفات کو بڑھاتا چلا جاتا ہے، بقول شخصے کہ:۔

ع:۔ رُکنا تیرا کام نہیں چلنا تیری شان

اور یہ انسانی سرشت ہر زمانہ، ہر ملک، ہر قوم بلکہ ہر فرد انسانی میں خواہ وہ تعلیم یافتہ ہو یا غیر تعلیم یافتہ ابتداء خلقت سے نمایاں نظر آتی ہے۔ اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ فی نفسہٖ انسان اسی کے لئے پیدا کیا گیا ہے، اور یہی معنی خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ کے ہیں۔ اور یہی اصل انسانیت اور حقیقت انسانی کا اصل بھید ہے انسان کو یہ سرشت دیکر اُس سے کہدیا گیا ہے سَخَّرَ لَکُمْ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (سورۃ جاثیہ رکوع ۲) یعنی جو کچھ زمین و آسمان میں ہے، وہ سب کا سب تمہارے تحت حکومت دیا گیا ہے۔ مخلوقات کی تسخیر اور اس پر انسانی حکومت اور قبضہ کے عمل ہم روزانہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ایک نہایت ادنیٰ اور معمولی مزدور جو اپنے اوزار سے مٹی کھود رہا اور پتھر پھوڑ رہا ہوتا ہے، وہ گویا اپنے علم و قدرت کے مطابق موجودات ارضی پر حکومت کر رہا ہوتا ہے۔ جب وہ اپنی روٹی اپنے ہاتھ سے پکا رہا ہوتا ہے، تب بھی اس کی قوتِ حکومت کار فرما ہوتی ہے۔ جب کھاتا ہے تب بھی وہ اپنی قوتِ تصرف کا اظہار کرتا ہے اور جتنی جتنی اُس کو قدرت مہیا ہوتی جاتی ہے، وہ اپنے علم کے مطابق اُس کو حکومت حاصل کرنے میں صرف کرتا رہتا ہے۔ جب وہ ایک بی بی کر لیتا ہے، یا ماما، یا باورچی اپنا کھانا پکانے کے لئے رکھ لیتا ہے، تب بھی وہ گویا اپنی حاکمانہ سرشت کا اظہار کرتا ہے۔ جب وہ چُلّو میں پانی پیتا ہے تب بھی تصرّف کی قوت کا مظہر ہوتا ہے۔ جب وہ چاندی، سونے، یا کسی دھات، یا کانچ کا گلاس مہیا کر لیتا ہے اور پانی پینے کے لئے استعمال میں لاتا ہے تب بھی انسانی فطرت حکومت اور اس کی ترقی واضح ہوتی ہے۔ غرضیکہ انسان سراسر حکومت و قوت کا مظہر ہے جس کو ساری مخلوقات پر تصرّف کا حق دیدیا گیا ہے، اور یہی اس کی اصلی فطرت و سرشت یعنی "انسانیت" ہے۔ اور شاید انسان کی اس حاکمانہ سرشت اور قوت کا مرکز و منبع نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ[1] کے رازدارانہ کلام سے وابستہ ہو۔ غرضیکہ جس جس حد تک انسان کو قوت حاصل ہوتی جاتی ہے، وہ اپنے تصرفات اور سلسلہ حکومت کو آگے بڑھاتا جاتا ہے۔ اور ہر مانع و مزاحم کو اپنے سامنے سے ہٹاتا جاتا ہے یہی وہ مقام ہے

[1] مَیں نے اس میں اپنی رُوح پھونکی (سورۃ حجر رکوع ۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جہاں پہونچکر بعض اوقات انسانی سرشتیں بے راہ روی اور بیجا استعمال سے باہم ٹکرا جاتی ہیں۔ چونکہ اس سرشت کے ساتھ اپنی حفاظت کی فطرت بھی انسان میں موجود ہے، اس لئے متصادم ہونیوالی انسانی سرشتوں میں بعض اوقات اس قدر شدید تصادم ہوتا ہے، کہ اس سے شعلے نکلنے لگتے ہیں، جو "انسانیت" کو بھی جلا کر بھسم کر دیتے ہیں آج ان ہی شعلوں سے ہمارا سامنا ہے۔ یعنی جو ہولناک مظاہر ساری دنیا پر پھیلے ہوئے ہیں وہ اسی انسانی سرشت اور فطرت کا نتیجہ ہیں، جو دنیا پر حکومت کرنے کے لئے اس کو ودیعت کی گئی ہے۔ مگر فطرت کی یہ طغیانی آب وہوا کے اس طوفان سے مشابہ ہے جو مخلوق کی تباہی کا باعث ہوتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے آب وہوا انسانی زندگی کا باعث ہیں، اور انسان اپنا وجود قائم رکھنے کے لئے آج بھی ان کا محتاج ہے۔ اسی فطرت کی بدولت انسان نے پانی، ہوا، بجلی اور دنیا کی ہر چیز پر تصرفات کئے اور ان کو اپنا خادم بنایا۔ اور اسی فطرت کی بدولت اس نے اپنے ہم جنس کو اپنی سرشت کے پورا کرنے میں مانع ومزاحم سمجھکر اُس کی تباہی وبربادی کا کام کیا، گویا:-

ع :- اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

چونکہ ہر انسان اپنی اس سرشت سے واقف ہے۔ اس لئے انسان باہم مل کر اس سرشت کو ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرانے سے محفوظ رکھنے کے لئے قواعد بناتے ہیں، یا معاہدات کرتے رہتے ہیں۔ تاکہ اس خطرہ کو کم کیا جا سکے۔ اور اس طرح وہ اپنے حقوق وفرائض کا خود تعین کرتے ہیں۔ اور حقوق وفرائض کا تعین ہی انسان کو اخلاق کا سبق سکھاتا ہے۔ پس جبکہ انسانیت یہ ٹھہری، تو یہ سمجھ لینا کچھ دشوار نہیں رہتا، کہ اُس کو سیاست سے کیا تعلق ہے۔ انسان اپنے علم وعقل وقوت سے مدد لیکر اپنی اس حاکمانہ سرشت کو پورا کرنے اور اپنے حاصلات کو محفوظ رکھنے کے لئے جو کچھ کر سکتا ہے وہ کرتا ہے۔ اور اس غرض کے لئے اُس کو دیگر اشخاص، یا گروہ اشخاص، یا اقوام عالم یا اپنے پڑوسی ممالک سے موافق یا مخالف تعلقات رکھنے پڑتے ہیں۔ ان تعلقات کی استواری ویکسانیت کے لئے اس کو اپنے خود ساختہ قواعد یا معاہدات کی پابندی بھی کرنی پڑتی ہے اور یہی "سیاست" ہے۔ اور خود ساختہ قواعد یا معاہدات کی پابندی اخلاق ہے جس کا تعلق سیاست سے ہے۔ اس طرح سے سیاست گویا انسان کا فطرتی اور ضروری حق ہے۔ اس کے بغیر انسان اپنی دنیا کی زندگی اس طرح پر گذار نہیں سکتا، جس طرح وہ گذارنا چاہتا ہے۔ "سیاست" ایک عربی لفظ ہے جس کے معنے ہیں گھوڑے کو قابو میں رکھنا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستّر کتابیں!

صرف پچیس ۲۵ روپے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتابیں جو رسالہ ریویو کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں۔ صرف پچیس روپے میں فروخت ہو رہی ہیں۔ پہلے یہ کتابیں تیس روپے میں فروخت ہوتی تھیں۔ مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہوگئی ہیں۔ اس لئے قیمت پچیس روپے کر دی گئی ہے۔ بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:۔

براہین احمدیہ مکمل	تریاق القلوب
سُرمہ چشم آریہ	تحفہ گولڑویہ
آئینہ کمالاتِ اسلام	اربعین ہر چہار حصّہ
شہادۃ القرآن	نسیم دعوت
نور القرآن	تذکرۃ الشہادتین
چشمۂ معرفت	حقیقۃ الوحی
مسیح ہندوستان میں	لجۃ النور

یہ سب کتابیں بالکل نئی ہیں۔ آرڈر کے ہمراہ دو روپے ارسال فرمائیں

مینیجر رسالہ ریویو۔ اُردو۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اصلی جہاز مارکہ کپڑے

پائیدار۔
پختہ رنگ۔
عمدہ کوالٹی۔
قیمت میں
ارزاں۔

ہمیشہ استعمال کریں!

کاٹن کریپ (رنگین وسفید) لٹھا سفید۔ پاپلین (رنگین وسفید)
خاکی زین۔ ٹول۔ پگڑی کلاتھ۔ سفید زین و ٹول۔ مکھن زین
نیلی زین۔ کوری زین۔ دسوتی (رنگین وسفید) پردا کلاتھ۔
شیٹنگ کلاتھ۔ ٹیبل کلاتھ۔ نیپکن۔ تولیئے۔ جھاڑن وغیرہ۔

باوا پردمن سنگھ اینڈ سنز امرتسر ۔برانچیائے۔ بمبئی۔ کلکتہ۔ دہلی۔ لاہور۔ کوئٹہ